امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قلتِ حدیث کے الزام کی
حقیقت بیان کرتی ایک چشم کشا تحریر

امام اعظم کی محدثانہ بصیرت

از
معراج علی مرکزی

ناشر
سنی پبلی کیشنز

امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ پر قلت حدیث کے الزام کی
حقیقت بیان کرتی ایک چشم کشا تحریر

بنام

امام اعظم کی محدثانہ بصیرت

از:

معراج علی مرکزی

ناشر
سنی پبلی کیشنز، دہلی

نام کتاب : امام اعظم کی محدثانہ بصیرت

مولف : معراج علی مرکزی

موبائل : 9768720277

نظر ثانی : یادگار اسلاف حضرت علامہ مفتی محمد صالح قادری نوری بریلوی دام ظلہ العالی (شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی شریف)

تقدیم : جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی ناظم علی مصباحی (استاذ جامعہ اشرفیہ، مبارکپور)

کمپوزنگ : مولانا محمد رفیق سبحانی (استاذ دارالعلوم محبوب سبحانی، کرلا)

پروف ریڈنگ : مولانا صدام علی خان مرکزی ازہری

صفحات : ۷۸

سن اشاعت : ۲۰۲۱ / ۱۴۴۳

ناشر : سنی پبلی کیشنز، دہلی

﴿شرف انتساب﴾

وارث علوم اعلیٰ حضرت، نبیرۂ حجۃ الاسلام، جانشین مفتی اعظم ہند، شہزادۂ مفسر اعظم ہند، حضور تاج الشریعہ حضرت علامہ مفتی اختر رضا خان قادری ازہری نور اللہ مرقدہ کے نام

ع : گر قبول افتد زہے عز و شرف

معراج علی مرکزی

فہرست

عنوانات **صفحہ نمبر**

عنوانات | صفحہ نمبر

عنوانات **صفحہ نمبر**

سخن دل

تمام تعریفیں اس رب ذوالجلال کے لیے جس نے راقم کو شعور آگہی کی دولت سے سرفراز کیا اور کروڑوں درود وسلام ہو رحمت دو جہاں ﷺ پر جو شافع محشر و کاشف سرّ مکنون ہیں۔

کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالی عنہ کی ذات کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ اکابر محدثین آپ کے سامنے خوشہ چینی کرتے نظر آتے ہیں۔ بڑے بڑے اولیائے کرام نے آپ کی عظمت کا اعتراف کیا ہے۔ شیخ علی خوّاص رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

مدارک الامام أبی حنیفة دقیقة لایکاد یطلع علیها الا أهل الکشف من أکابر الأولیاء۔

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے مشاہدات اتنے دقیق ہیں جن پر بڑے بڑے صاحبان کشف اولیا ہی مطلع ہو سکتے ہیں۔

(میزان الشریعة الکبری للشعرانی، فصل فیما نقله عن الامام أحمد من ذمه الرأی وتقییده بالکتاب والسنة، ج ۱، ص ۷۶، دار الکتب العلمیة، بیروت)

امام ابوسعد سمعانی (م ۵۶۲ھ) فرماتے ہیں:

اشتغل بطلب العلم وبالغ فیه حتی حصل له مالم یحصل لغیره۔

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ تحصیل علم میں مشغول ہوئے اور اس گہرائی کو جا پہنچے جہاں دوسرے نہ پہنچ پائے۔

(کتاب الأنساب للسمعانی، ج ۳، ص ۳۷، دار الجنان، بیروت)

غرض یہ کہ نبوت وصحابیت کے علاوہ آپ تمام اوصاف جمیلہ کے جامع ہیں۔مگر افسوس کہ دور حاضر میں نام نہاد اہل حدیث (غیر مقلدین) نے لوگوں کو یہ باور کرانا شروع کر دیا کہ آپ کو صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں۔راقم نے حنفی ہونے کی حیثیت سے امام اعظم رضی اللہ عنہ کی حدیث دانی وشان محدثیت اجاگر کرنے کی کوشش کی ہے کہ امام اعظم کے محبین کی فہرست میں اس ناچیز کا نام بھی شامل ہوجائے۔

احب الصالحین ولست منهم لعل اللّٰہ یرزقنی صلاحاً

ترجمہ: مجھے نیکوں سے محبت ہے اور میں نیک تو نہیں، امید ہے کہ اللہ تعالی (نیکوں کی محبت کی وجہ سے) مجھے بھی نیک بنادے۔

راقم ہدیہ تشکر وامتنان پیش کرتا ہے یادگار اسلاف نوردیدۂ مفتی اعظم ہند حضرت علامہ مفتی محمد صالح قادری نوری بریلوی دام ظلہ العالی (شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی شریف) کی بارگاہ میں جنہوں نے خندہ پیشانی سے رسالے پر نظر ثانی فرمائی اور دعائیہ کلمات زینت قرطاس فرما کر رسالے کو زینت بخشی۔اللہ تعالی حضرت کی عمر میں برکتیں عطا فرمائے۔

بعدہ مرہون منت ہوں ادیب شہیر خلیفۂ تاج الشریعہ حضرت علامہ ناظم علی مصباحی صاحب قبلہ (استاذ جامعہ اشرفیہ مبارکپور) کا جنہوں نے راقم کی گزارش پر ایک وقیع مقدمہ تحریر فرما کر رسالے کو سند اعتبار بخشا۔

بعدہ شکر گزار ہوں مصنف کتب کثیرہ حضرت علامہ محمد ظفر علی سیالوی صاحب قبلہ (چنیوٹ، پاکستان) کا جنہوں نے تقریظ رقم فرما کر اپنے قیمتی تاثر سے نوازا۔

بڑی ناسپاسی ہوگی اگر میں مولانا محمد رفیق سبحانی صاحب کو فراموش کردوں جنہوں نے اس رسالے کی کمپوزنگ کی اور حضرت مولانا صدام علی خان مرکزی ازہری

صاحب کا مشکور ہوں جنہوں نے رسالے کی پروف ریڈنگ کی۔ نیز عالی جناب زین العابدین انصاری صاحب قبلہ (نارائن نگر، گھاٹ کوپر، ممبئی) کا ممنون ہوں جنہوں نے طباعت کے اخراجات اٹھائے۔ اللہ رب العزت تمام معاونین کو اپنی شان کریمی کے مطابق اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین

رخصت ہوتے ہوئے تمام قارئین سے درخواست ہے کہ راقم کو اپنی نیک دعاؤں میں یاد رکھیں اور اگر اس رسالے میں کہیں کوئی شرعی خامی نظر آئے تو از راہ اصلاح آگاہ فرمائیں تاکہ آئندہ اس کی تصحیح کی جاسکے۔

طالب دعا :

معراج علی مرکزی

(نارائن نگر، گھاٹ کوپر، ممبئی)

موبائل: ۹۷۶۸۷۲۰۲۷۷

دعائیہ کلمات

یادگار اسلاف نور دیدۂ مفتی اعظم ہند

حضرت علامہ مفتی محمد صالح قادری نوری بریلوی

شیخ الحدیث جامعۃ الرضا، بریلی شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ بھلا کرے ان کا جو تعصب اور خواہ مخواہ بغض وعناد کی رَو میں بہہ کر ترک انصاف کے مرتکب ہوتے ہیں اور نہیں ڈرتے آخرت کی بدانجامی سے۔ امام اعظم سیدنا امام ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ والرضوان کی شانِ محدثیت کی رفعت انہیں نظر نہیں آتی۔ کہتے ہیں انہیں چند حدیثیں یاد تھیں۔ جبکہ یہ زوران کا سراسر زور ہے۔ سفید جھوٹ ہے۔

دنیا جانتی ہے کہ سیدنا امام اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی محدثانہ شان بھی، آپ کی فقیہانہ شان کی طرح ہی بہت رفیع ہے۔ چھوٹے تو چھوٹے بڑوں بڑوں نے، ہم عصر اکابر تک نے آپ کی محدثانہ بصیرت ومہارت کا کھلے دل سے اعتراف کیا ہے۔ آپ کے اساتذہ تک نے دادوتحسین سے نوازا ہے۔ قدر شناس ائمہ محدثین نے خود مانا اور دوسروں سے منوایا کہ ابوحنیفہ نرے فقیہ نہیں، نہ نرے محدث، نہ نرے لاکھوں حدیثوں کے حافظ ہیں بلکہ جملہ فنون شرعیہ کے اعلی درجہ کے جامع وماہر فنکار ہیں۔ اماموں کے امام ہیں۔ استاذوں کے استاذ ہیں۔ غرض اہل عدل وانصاف علمائے معاصرین ومتأخرین نے آپ کو اونچے سے اونچے پایہ کا محدث تسلیم کیا ہے۔ معتمد

علیہ اور جامع شرائط امام فی الحدیث مانا ہے۔

یہ کتابچہ جو اس وقت آپ کے ہاتھ میں ہے اس کا مبیضہ میں نے پڑھا۔ یہ رسالہ اسی (مذکورہ بالا) غلط فہمی کے ازالہ کے لیے لکھا گیا ہے تا کہ اپنے، پرائے سب دیکھ لیں کہ کیا درست ہے کیا غلط؟ ماشاء اللہ مولانا مولوی معراج علی مرکزی (فاضل مرکز الدراسات الاسلامیہ جامعۃ الرضا، بریلی شریف) حفظہ اللہ تعالی نے یہ ایک بہت اچھا، لائق ستائش کام کیا ہے۔ اللہ تعالی موصوف کی سعی مشکور فرمائے۔ کتاب کو خوب مقبولیت ملے۔ قوم کو فائدہ اٹھانے کی اللہ تعالی توفیق دے۔ اور اس طبقہ کو انصاف واصلاح کی توفیق دے جو امام موصوف کی طرف سے غلط فہمی میں مبتلا ہے۔ وصلی اللہ تعالی علی خیر خلقه سیدنا ومولانا محمد وعلی آله واصحابه اجمعین وبارك وسلم۔ والحمدللہ رب العالمین

فقیر محمد صالح قادری بریلوی غفرلہ

(جامعۃ الرضا۔ بریلی شریف)

۱۸ / صفر المظفر ۱۴۴۳ھ مطابق ۲۶ / ستمبر ۲۰۲۱ء

تقریظ جلیل

محقق اہل سنت مصنف کتب کثیرہ

حضرت علامہ محمد ظفر علی سیالوی

چنیوٹ۔ پاکستان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام الائمہ، کاشف الغمۃ، سند الفقہاء والمجتہدین، امام الاولیاء والمحدثین، مبشر مصطفی، ثمر دعاء مرتضی، فیض یافتہ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ، حضرت سیدنا نعمان بن ثابت المعروف سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ایک جامع الصفات ہستی ہیں۔ نبوت وصحابیت کے بعد جتنے بھی اوصاف کمال اور صفات حسنہ کسی میں پائے جاسکتے ہیں وہ سب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی ذات پاک میں نظر آتے ہیں۔ حدیثیں آپ کی شان میں ملتی ہیں، محدثین آپ سے فیض حاصل کرتے نظر آتے ہیں، اولیائے کاملین آپ کی مدح سرائی میں رطب اللسان دکھتے ہیں، ائمہ کبار آپ کے سامنے زانوے تلمذ بچھائے علم کے بحر بے کراں سے موتی سمیٹتے دکھائی دیتے ہیں۔ حضور سید عالم ﷺ نے اہل فارس کے ایک خوش نصیب شخص کے بارے میں خوشخبری دی ہے۔ اس حدیث مبارکہ کو امام مسلم نے حضرت ابوہریرہ سے روایت کیا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا :

اگر دین اوج ثریا پر بھی ہوا تو اہل فارس (یا فرمایا : ابناء فارس) میں سے ایک شخص اسے وہاں سے بھی پا لے گا۔

(مسلم، کتاب فضائل الصحابۃ، باب فضل فارس، ۴، ۱۹۷۲، رقم ۲۵۴۶)

محدثین نے اس حدیث میں بشارت نبوی ﷺ کا اطلاق حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ پر کیا ہے۔

حجۃ الاسلام امام جلال الدین سیوطی شافعی رحمۃ اللہ علیہ (۹۱۱ ھ) نے ''تبییض الصحیفۃ'' میں تبشیر النبی ﷺ بہ (امام اعظم کے حق میں حضور ﷺ کی بشارت) کے عنوان سے باب باندھا ہے جس میں انہوں نے امام مالک اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہما کی فضیلت پر وارد ہونے والی احادیث مبارکہ تحریر کرنے کے بعد لکھا ہے:

أقول :وقد بشر بالامام أبي حنيفة في الحديث الذي أخرجه أبونعيم في الحلية۔

ترجمہ: میں کہتا ہوں :اس حدیث میں امام ابوحنیفہ کی بشارت دی گئی ہے جسے امام ابونعیم نے ''حلیۃ الأولیاء'' میں روایت کیا ہے۔

یہ جملہ نقل کرنے کے بعد امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث مبارکہ کو تین صحابہ کرام سے، پانچ مختلف کتب سے، چھ عبارات مختلفہ سے تخریج کیا ہے جو اس حدیث کی ثقاہت پر پختہ دلیل ہے۔آخر میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا تبصرہ ان الفاظ میں فرمایا:

فهذا أصل صحيح يعتمد عليه في البشارة والفضيلة نظير المحدثين الذين في الامامين ويستغنى به عن الخبر الموضوع۔

ترجمہ :امام اعظم کے حق میں بشارت اور فضیلت پر یہ حدیث اصل اور صحیح ہے جس پر اعتماد کیا جاتا ہے امام اعظم کے حق میں ہی یہ صحیح حدیث ،موضوع روایات سے بے

نیاز کر دیتی ہے۔

(سیوطی، تبییض الصحیفۃ بمناقب ابی حنیفۃ، ۳۱، ۳۳)

امام ابن حجر ہیتمی المکی الشافعی رحمۃ اللہ علیہ (۹۷۳ھ) نے بھی ''الخیرات الحسان'' میں باب باندھا ہے جس کا عنوان ہے :

''فیما ورد من تبشیر النبی ﷺ بالامام ابی حنیفۃ ''(امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے حق میں وارد ہونے والی حضور ﷺ کی خوشخبری) امام ہیتمی نے اس باب کے ابتدائیہ میں امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی درج بالا حقیقت درج کرنے کے بعد لکھا ہے کہ امام سیوطی کے بعض تلامذہ نے کہا ہے اور اسی کی ہمارے شیخ نے توثیق کی ہے۔

''أن الامام أباحنیفۃ ھو المراد من ھذا الحدیث ظاھر لاشك فیہ لأنہ أحد أی فی زمنہ من أبناء فارس فی العلم مبلغہ ولا مبلغ أصحابہ ،وفیہ معجزۃ ظاھرۃ للنبی ﷺ حیث أخبر بما سیقع ،ولیس المراد بفارس البلد المعروف بل جنس من العجم وھم الفرس وسیأتی أن جد الامام أبی حنیفۃ منھم علی ماعلیہ الأکثرون۔''

ترجمہ : یقیناً اس میں کوئی شک وشبہ نہیں کہ اس حدیث سے امام ابوحنیفہ مراد ہیں کیونکہ آپ کے زمانے میں اہل فارس میں سے کوئی شخص بھی آپ کے مبلغ علم اور آپ کے شاگردوں کے درجہ علم تک نہیں پہنچا، اور اس حدیث میں حضور ﷺ کا معجزہ بھی ظاہر ہے کہ جیسا آپ نے خبر دی ویسا ہی وقوع پذیر ہوا۔ فارس سے مراد کوئی مشہور شہر نہیں ہے بلکہ یہ عجم کے لحاظ سے جنس ہے اور وہ فارسی کہلاتے ہیں۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور امام ابن حجر ہیتمی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق سے معلوم ہوا کہ اہل فارس میں سے جس خوش نصیب فرد واحد کے بارے میں حضور ﷺ نے بشارت دی تھی وہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ ہیں۔ جس ہستی کا یہ مقام ومرتبہ ہو ان پر کوئی اعتراض کرے کہ ان کو صرف سترہ احادیث یاد تھیں تو یہ کتنی بڑی جرأت وبدبختی ہے اور اگر مان لیں کہ سترہ احادیث یاد تھیں تو پھر بشارت کس چیز کی رہ جائے گی؟

ایسے لوگوں کو ان گستاخیوں سے باز آجانا چاہیے ورنہ انجام بہت ہی برا ہوگا، بلکہ اپنے ہی مولوی صاحب کے قلم سے لکھا ہوا پڑھ لیں، مولوی ابوبکر غزنوی لکھتا ہے :

امرتسر میں ایک محلہ تیلیاں تھا، جس میں اہل حدیث کی کثرت تھی، اس محلہ کی مسجد اسی نسبت سے مسجد تیلیاں والی کہلاتی تھی، وہاں ''عبدالعلی'' نام کے ایک مولوی امامت وخطابت کے فرائض انجام دیتے تھے، وہ مدرسہ غزنویہ میں مولانا عبدالجبار غزنوی صاحب سے پڑھا کرتے تھے، ایک بار مولوی عبدالعلی نے کہا کہ: ابوحنیفہ سے تو میں اچھا اور بڑا ہوں، کیونکہ انہیں صرف سترہ حدیثیں یاد تھیں اور مجھے ان سے کہیں زیادہ یاد ہیں، اس بات کی اطلاع مولانا عبدالجبار غزنوی کو پہنچی، وہ بزرگوں کا نہایت ادب واحترام کیا کرتے تھے، انہوں نے یہ بات سنی تو غصہ سے ان کا چہرہ سرخ ہوگیا، انہوں نے حکم دیا کہ اس نالائق کو مدرسہ سے نکال دو، وہ طالب علم جب مدرسہ سے نکالا گیا تو عبدالجبار غزنوی نے فرمایا : مجھے ایسا لگتا ہے کہ یہ شخص عنقریب مرتد ہوجائے گا، مفتی محمد حسن راوی ہیں کہ ایک ہفتہ نہ گزرا تھا کہ وہ شخص مرزائی ہوگیا، اور لوگوں نے اسے ذلیل کرکے مسجد سے نکال دیا، اس واقعہ کے بعد کسی نے مولانا عبدالجبار غزنوی سے سوال کیا کہ آپ کو کیسے پتہ چلا کہ وہ

عنقریب کافر ہو جائے گا؟ فرمانے لگے کہ جس وقت اس کی گستاخی کی اطلاع مجھے ملی اسی وقت بخاری شریف کی حدیث قدسی میرے سامنے آ گئی کہ "من عادی لی ولیاً فقد آذنته بالحرب" (جس شخص نے میرے کسی دوست سے دشمنی کی تو میں اس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں) میری نظر میں امام ابوحنیفہ ولی اللہ تھے ، جسے اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہو گیا تو جنگ میں ہر فریق دوارے کی اعلی چیز کو چھینتا ہے اللہ کی نظر میں ایمان سے اعلی کوئی چیز نہیں اس لیے اس شخص کے پاس ایمان کیسے رہ سکتا تھا؟

(حضرت مولانا داود غزنوی ،ص ۱۹۱، ۱۹۲، اشاعت ثانی اکتوبر ۱۹۹۴ مطبوعہ فاران اکیڈمی ،قذافی سٹریٹ ،اردو بازار، لاہور)

اس لیے اپنوں کی مانو اور امام پاک کی گستاخیوں سے باز آ جاؤ۔

بد مذہبوں کے اسی اعتراض کے جواب میں فاضل محتشم ،عالم نبیل ،نوجوان قلم کار حضرت علامہ معراج علی مرکزی صاحب نے قلم اٹھایا اور خوب اٹھایا، چیدہ چیدہ مقامات سے بندہ فقیر نے دیکھا مختصر مگر بہت خوب پایا، موصوف نے ہر بات کو باحوالہ لکھا ہے جو کہ تحریر کی معراج ہے، اللہ تعالی صاحب معراج ﷺ کے طفیل اس تحریر کو معراج قبولیت عطا فرمائے اور موصوف کے علم وعمل وعمر ورزق وگھر میں رحمتیں اور برکتیں نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین

ابو ذہیب محمد ظفر علی سیالوی

۲۱ ر صفر المظفر ۱۴۴۳ھ بمطابق ۲۹ ر ستمبر ۲۰۲۱ء

مقدمہ

جامع معقول ومنقول، استاذ الاساتذہ

حضرت علامہ مفتی ناظم علی مصباحی

استاذ جامعہ اشرفیہ مبارک پور، اعظم گڑھ، یوپی

حامدًا ومصلیًا ومسلمًا

امام الائمہ، سراج الامہ، کاشف الغمہ سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ تعالی علیہ تفقہ واجتہاد کے ایسے اعلی مقام ومنصب پر فائز تھے کہ سیدنا امام شافعی رحمہ اللہ تعالی نے فرمایا :

"الناس عیال فی الفقہ علی أبی حنیفۃ"۔

تمام فقہا فقہ میں امام ابوحنیفہ کے محتاج ہیں۔

امام اعظم ابوحنیفہ کا خورشید تفقہ آفتاب نصف النہار پر اس قدر جلوہ فگن اور ضوفشاں تھا کہ وقت کے جلیل القدر، رفیع الشان محدث امام اعمش نے امام ابوحنیفہ کی فقہی جلالت کا اعتراف واقرار کرتے ہوئے برملا فرمایا تھا :

"یامعشر الفقہاء! أنتم الأطباء ونحن الصیادلۃ"۔

اے فقہا کی جماعت! تم طبیب حاذق ہو اور ہم پنساری (دوا فروش) ہیں۔

آپ حضرات تفقہ واجتہاد کے ایسے بلند مقام پر فائز ہیں کہ کس آیت اور کس حدیث سے کون سا حکم مستخرج اور مستنبط ہوتا ہے، یہی حدیثیں ہم عرصہ دراز سے بار بار پڑھتے ہیں مگر ان احادیث وآیات میں کون سے احکام پوشیدہ وپنہاں ہیں

وہ ہماری نگاہوں سے پوشیدہ ہیں اور آپ کی چشم بصیرت اور نظر تفقہ پر روشن وعیاں ہیں۔

عرض کرنے کا مقام یہ ہے کہ امام ابوحنیفہ کی مجتہدانہ شان مسلم ہے اور کوئی فقیہ مجتہد اس وقت تک درجہ اجتہاد پر فائز نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے پیش نظر تمام آیات واحادیث، ان کی صحت وحجیت اور ان سے مستنبط ومستخرج ہونے والے احکام اس کے پیش نظر نہ ہوں اس لیے کہ ان کے بغیر وہ فقہ کے بحر بے کراں میں غواصی نہیں کرسکتا، امام اعظم ابوحنیفہ نے آیات واحادیث اور آثار صحابہ کو پیش نظر رکھ کر اجتہاد واستنباط کی بنیاد ڈالی اور استخراج احکام کی اصولی تاسیس فرمائی اور آیات واحادیث سے احکام کے استنباط کے لیے اصول منضبط فرمائے اور احادیث سے احکام اخذ کرنے کے لیے ایسی کڑی شرطیں رکھیں جو محدثین کے یہاں نظر نہیں آتیں ،امام وکیع بن جراح روایت حدیث میں آپ کے حزم واحتیاط کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

"لقد وجد الورع عن أبی حنیفة فی الحدیث مالم یوجد عن غیرہ"۔

روایت حدیث میں امام ابوحنیفہ جس قدر محتاط تھے کوئی اور نہ تھا۔

گویا روایت حدیث میں شدت احتیاط کا حال یہ تھا کہ آپ کا کوئی ثانی نہ تھا۔امام محمد بن حسن شیبانی فرماتے ہیں :

"ھو الذی شدد فی أمر الروایة مالم یشددہ غیرہ علی ماعرف"۔

روایت حدیث میں جس قدر اہم اور کڑی شرطیں امام ابوحنیفہ نے قائم فرمائیں کسی اور محدث وفقیہ نے نہیں فرمائی۔

امام اہل سنت ،مجدد دین وملت سیدنا اعلی حضرت امام احمد رضا قدس سرہ

نے اپنے محققانہ رسالہ "**الفضل الموهبی فی معنی إذا صح الحدیث فهو مذهبی**" میں اس حقیقت کی نقاب کشائی فرما کر امام اعظم کی محدثانہ شان پر ناپاک جسارت کرنے والوں کا ایسا دنداں شکن جواب دیا کہ مخالفین کے لیے مجال دم زدن نہیں، ظاہر ہے ہر چیز کا ایک دائرہ ہوتا ہے، توحید اور نبوت ورسالت سے متعلق عقائد کے لیے کس درجہ کی حدیث درکار ہے اور فقہی احکام اور فروعی مسائل کے لیے کس درجہ کی حدیث درکار ہے یہ ایک اعلی درجہ کا فقیہ متکلم ہی جانتا ہے اور اس کا معیار مقرر کرتا ہے اور اس معیار پر اترنے والی حدیثوں سے عقائد واحکام کا استخراج کرتا ہے، عمل بالحدیث کا جھوٹا دعوی کرنے والے عمل بالحدیث کے معاملہ میں امام اعظم پر توطعن کرتے ہیں مگر مجھے بتائیں وہ کتنی حدیثوں پر عمل کرتے ہیں؟ اپنی خواہش کے مطابق احادیث کو لے لینا اور باقی کو بالائے طاق رکھ دینا کیا یہی عمل بالحدیث ہے؟ اور کیا یہی عمل بالحدیث کا معیار ہے؟ چور اپنی چوری چھپانے کے لیے دوسروں کو چور چور چلاتا ہے یہی حال امام اعظم کے محدثانہ مقام پر طعن کا ہے، امام اعظم نے احادیث سے عقائد واحکام کے لیے اصول وقواعد منضبط فرمائے اور نہایت ہی اہم اور کڑی شرطیں رکھیں خود امام احمد رضا قدس سرہ نے مذکورہ رسالہ میں فرمایا کہ بہت سی حدیثیں محدثین کے یہاں صحیح ہوتی ہیں اور فقیہ مجتہد کے شرط صحت پر نہیں ہوتیں، فقیہ مجتہد اپنے مقرر فرمودہ معیار اور اصول وضوابط کے مطابق ان سے عقائد واحکام اخذ نہیں کرتا ہے تو کیا اس بنیاد پر اس پر ترک حدیث کا الزام عائد کیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ وہ حدیث سے بے بہرہ تھے اور دیدہ ودانستہ صحیح حدیث کو ترک کر دیتے تھے، امام اعظم ابوحنیفہ نے اپنا نصب العین اور طرۂ امتیاز بنالیا تھا:

"**إذا صح الحديث فهو مذهبی**"۔ جب مجھے صحیح حدیث مل جاتی ہے تو وہی میرا مذہب ہوتا ہے۔

اس روشن تصریح کے باوجود آپ پر ترک حدیث کا الزام کہاں کا انصاف ہے؟ ظاہر ہے کہ جس کے اصول و شرائط اہم ہوں گے اس کے معیار پر اترنے والی حدیثیں کم ہوں گی، کیا محدثین کے یہاں یہ نہیں کہ خود ان کے اصول و شرائط کے اعتبار سے احادیث کی تخریج وعدم تخریج ہوتی ہے؟ کیا بخاری و مسلم میں تمام محدثین کی تخریج کردہ ساری حدیثیں ہیں؟ ہر گز نہیں، تو کیا امام بخاری و مسلم پر ترک حدیث کا الزام عائد کیا جائے گا اور یہ کہا جائے گا کہ وہ علم حدیث میں کم مایہ تھے؟ کیا روایت حدیث اور علم حدیث کا یہی معنی ہے کہ بغیر اصول و شرائط کے احادیث کی روایت، تخریج اور ان سے عقائد و احکام کا استنباط کیا جائے؟ کیا منکرین ساری حدیثوں پر عمل کرتے ہیں؟ اگر مخالفین ساری حدیثوں پر عمل کرتے ہیں تو کر کے دکھائیں اور اگر نہیں کرتے تو کیوں؟ ساری حقیقت کشا ہو جائے گی۔

امام اعظم ابو حنیفہ علم حدیث کے ایسے شہنشاہ تھے جنھوں نے پانچ لاکھ مسائل شریعت کا استنباط فرمایا، کیا علم حدیث کے بغیر آپ نے ان مسائل کا استنباط فرمایا؟ ایک فقیہ مجتہد کے لیے کم از کم چار لاکھ احادیث کا حافظ ہونا ضروری ہے، امام اعظم کی محدثانہ شان کے سامنے اپنے وقت کے جلیل القدر محدثین نہ صرف جبیں سائی کرتے بلکہ جبین نیاز اور سر تسلیم خم کرنے کو اپنے لیے سرمایۂ افتخار تصور کرتے جس پر شاہد عدل امام اعظم کی روشن زندگی ہے، اس موضوع پر اجلہ علما نے محققانہ کتابیں تحریر فرمائیں اور طعن و تشنیع کرنے والوں کو دنداں شکن جواب دیا اور حقیقت سے پردہ اٹھایا، اسی سلسلۃ الذہب کو مزید فروغ دینے کے لیے جناب مولانا معراج علی

مرکزی صاحب زید مجدہ نے ایک کتاب بنام ''امام اعظم کی محدثانہ بصیرت'' ارقام فرمائی جس میں امام اعظم کے محدثانہ مقام کو اجاگر فرمایا اور آپ کی قلت روایت کے اسباب بھی ذکر فرمائے ، اس کتاب کے مطالعہ سے امام اعظم کا محدثانہ مقام اور آپ کی مجتہدانہ شان کا اذعان تام ہوتا ہے ۔مولی تعالی ان کی اس علمی کاوش کو قبول خاص وعام بخشے، مزید قلمی خدمات کی توفیق بخشے، انھیں دارین میں اس کا بہتر صلہ عطا فرمائے ۔آمین بجاه النبی الأمین الکریم علیه وعلی آله وصحبه أزکی التحیة وأکمل التسلیم إلی یوم الدین

محمد ناظم علی رضوی

خادم جامعہ اشرفیہ، مبارک پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم

سراج الامہ، کاشف الغمہ، رئیس الفقہاء والمجتہدین، امام العلماء والمحدثین، سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات بابرکت کسی تعارف کی محتاج نہیں، آپ کا علم وعمل، زہدوتقویٰ، عبادت وریاضت، فہم وفراست، محدثانہ عظمت و رفعت اور فقیہانہ جلالت ایک ناقابل انکار حقیقت ہے۔ علمِ حدیث میں آپ کو ایسی بصیرت حاصل تھی جس سے اذہان وقلوب روشن و منوّر ہوجائیں، تشنگانِ علوم حدیث کا انبوہِ کثیر آپ کے حلقۂ درس میں سماعتِ حدیث کے لیے حاضر رہتا، آپ کی بارگاہ میں خوشہ چینی کرنے والے اپنے زمانے کے ممتاز المحدثین اور امام الحدیث کی حیثیت سے پہچانے گئے۔ یہی وجہ ہے کہ بڑے بڑے فقہا ومحدثین، علما ومحققین نے علم حدیث میں آپ کے تبحر اور امامت کا اعتراف کیا ہے اور آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں۔

مگر بعض نام نہاد اہلِ حدیث (غیر مقلدین) نے آپ کی ذات پر ''قلیل البضاعۃ فی الحدیث''، ''ضعیف فی الحدیث'' اور ''یتیم فی الحدیث'' ہونے کا بے بنیاد الزام لگایا اور یہ باور کرانے کی کوشش کی کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں یاد تھیں۔ حالاں کہ ارباب بصیرت جانتے ہیں کہ یہ الزام حسد وعناد، بغض اور تعصب پر مبنی ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ ابن حجر مکی شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

''احذر أن تتوهم من ذلك أن أبا حنيفة لم يكن له خبرة تامة بغير الفقه، حاشالله! بل كان فى العلوم الشرعية من التفسير والحديث

والآلۃ والعلوم الادبیۃ والمقاییس الحکمیۃ بحرًا لا یجاری واماما لا یباری، وقول بعض أعدائہ فیہ خلاف ذلک منشؤہ الحسد"۔(۱)

ترجمہ : کسی کے ذہن میں یہ خیال نہ آئے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فقہ کے علاوہ دیگر علوم پر دسترس حاصل نہ تھی ، حاشاللہ ! آپ علومِ شرعیہ جیسے تفسیر، حدیث اور علومِ ادب وحکمت میں بحرِ ناپیدا کنار تھے، اوران میں سے ہر فن کے بے نظیر امام تھے، بعض دشمنوں کا اِس کے خلاف کہنا محض اُن کے حسد کی وجہ سے ہے۔

نیز انصاف پسند علما ومحققین نے امام اعظم پر ہونے والے اعتراضات کو ہذیان وبکواس کہہ کر آپ کی جلالت شان پر مہر ثبت فرمادی ہے۔ چنانچہ علامہ عبد الوہاب شعرانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"ولا عبرۃ لکلام بعض فی حق الامام، بل کلام من یطعن فی ھٰذا الامام عند المحققین یشبہ الھذیانات"۔(۲)

ترجمہ :امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں بعض متعصبین کے کلام کا کوئی اعتبار نہیں ، بلکہ جوشخص امام اعظم پر طعن کرتا ہے اُس کا کلام محققین کے نزدیک بکواس ہے۔

نیز امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے پانچ لاکھ مسائل شریعت کا استخراج و استنباط کیا ہے، ایک ایک حدیث سے دو دو مسائل کا بھی استخراج کیا ہو تو ڈھائی

---

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم أبی حنیفۃ النعمان، الفصل التاسع فی مبدا أمرہ ونشأتہ وسبب اشتغالہ بالعلم، ص ۴۷، مطبوعہ دار الھدی والرشاد، دمشق، سوریا

(۲) میزان الشریعۃ الکبریٰ، ج ۱، ص ۸۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، بتصرف

لاکھ احادیث بن جاتی ہیں۔مگر بقول شیخ سعدی ؂

گر نہ بیند بروز شپرۂ چشم　　　چشمۂ آفتاب را چہ گناہ

ترجمہ :اگر دن میں چمگادڑ کو دکھائی نہیں دیتا تو اس میں آفتاب کی ٹکیہ کا کیا قصور

امام اعظم کی حدیث دانی ائمہ محدثین کی زبانی

ذیل میں علما، ائمہ ومحققین کی کتب سے امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی علمِ حدیث میں مہارت پر دلائل و براہین پیش کیے جاتے ہیں،جس کے مطالعہ کے بعد قارئین کو اندازہ ہوجائے گا کہ امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو علمِ حدیث میں کس قدر دسترس حاصل تھی اور آپ جس طرح سے علمِ فقہ کے امام ہیں اُسی طرح علمِ حدیث میں بھی امامت کے مرتبہ پر فائز ہیں۔

(۱) امام ابو یوسف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ :امام ابو یوسف رحمہ اللہ تعالیٰ جن کے بارے میں امام ابن عدی نے فرمایا :"**لیس فی أصحاب الرأی أکثر حدیثًا منه**"۔(۱)

ترجمہ :اصحاب رائے میں امام ابو یوسف سے بڑا کوئی محدث نہیں۔

یہ امامِ ابو یوسف بایں جلالت شان ارشاد فرماتے ہیں:

"**ما رأیت أحدًا أعلم بتفسیر الحدیث من أبی حنیفة**"۔(۲)

ترجمہ :میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بڑھ کر حدیث کی تفسیر

---

(۱) میزان الاعتدال فی نقد الرجال،ج ۴،ص ۴۴۷،ترجمة یعقوب بن ابراهیم ۹۷۹۴،مطبوعه دار المعرفة،بیروت

(۲) الانتقاء فی فضائل الأئمة الثلاثة الفقهاء،ص ۲۵۷،مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامیة،حلب

جاننے والا نہیں دیکھا۔

ایک مقام پر امامِ اعظم کے متعلق فرماتے ہیں:

”ماخالفت أبا حنيفة فی شیء قط فتدبرته الا رأيت مذهبه الذی ذهب اليه أنجی فی الآخرة،و كنت ربما ملت الی الحديث وكان هو أبصر بالحديث الصحيح منی“۔(۱)

میں نے جس مسئلہ میں بھی امامِ اعظم ابوحنیفہ سے اختلاف کے بعد غور کیا تو ان کا مذہب ہی آخرت میں زیادہ نجات دینے والا معلوم ہوا،بعض اوقات میرا رجحان (امام کے برخلاف) کسی حدیث کی طرف ہوتا تو وہ (دوسری) حدیث صحیح کے مجھ سے زیادہ واقف ہوتے۔

ایک اور مقام پر ارشاد فرماتے ہیں:

”كان اذا صمّم علی قول درت علی مشائخ الكوفة هل أجد فی تقوية قوله حديثًا أو أثرًا ، وربّما وجدت الحديثين والثلاثة فأتيته بها فمنها ما يقول فيه: هٰذا غير صحيح أو غير معروف فأقول له: وما علمك بذلك مع أنه يوافق قولك؟فيقول لی: أنا عالم بعلم أهل الكوفة“۔(۲)

ترجمہ: جب امام اعظم ابوحنیفہ کسی قول پر اپنا فیصلہ فرما دیتے تو میں مشائخ کوفہ کے پاس اِس توقع سے حاضر ہوتا کہ امام کے قول کی تائید میں کوئی حدیث یا اثرِ صحابہ حاصل کروں، چنانچہ کبھی مجھے دو حدیثیں مل جاتیں اور کبھی تین، میں وہ حدیثیں لا کر

---

(۱) تاريخ بغداد، ج ۱۳، ص ۳۴۰، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الخيرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم أبی حنيفة النعمان، الفصل الثلاثون فی سنده فی الحديث، ص ۱۴۹، مطبوعه دار الهدی والرشاد، دمشق، سوريا

امام کی خدمت میں پیش کر دیتا تو آپ اُن میں سے بعض کے متعلق فرماتے : یہ صحیح نہیں ہے یا معروف نہیں ہے، میں عرض کرتا : آپ کو اس کا علم کیسے ہے حالانکہ یہ حدیث آپ کے مذھب کے موافق ہے؟ تو فرماتے : میں اہل کوفہ کے علم (حدیث) سے واقف ہوں۔

امام ابو یوسف رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی اِس شہادت کے بعد امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں ''قلیل البضاعۃ فی الحدیث'' کا دعویٰ مجنوں کی بڑ سے زیادہ حیثیت نہیں رکھتا۔

(۲) امام المحدثین سلیمان بن مہران الاعمش : امام اعمش سلیمان بن مہران (متوفی : ۱۴۸ھ) جلیل القدر تابعی اور حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے شاگردوں میں سے ہیں۔ آپ کا شمار امام اعظم کے اساتذہ میں ہوتا ہے۔ آپ سے کسی نے کچھ مسائل پوچھے، اس وقت امام اعظم ابو حنیفہ حاضر مجلس تھے، امام اعمش نے آپ سے پوچھا : آپ اس مسئلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فوراً ان سوالات کے جواب بتا دیے، امام اعمش نے کہا: یہ جواب آپ نے کہاں سے پیدا کئے؟ آپ نے فرمایا : انہیں حدیثوں سے جو میں نے خود آپ سے سنی ہیں اور پھر وہ حدیثیں مع سند روایت فرما دیں، اس وقت امام اعمش نے فرمایا :

''حسبک ما حدّثتک به فی مأة یوم تحدثنی به فی ساعة واحدة! ما علمت انک تعمل بھٰذه الأحادیث، یا معشر الفقهاء! أنتم الأطباء ونحن الصیادلة، امّا أنت أیها الرجل فقد أخذت بکلا الطرفین''۔(۱)

---

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة النعمان، الفصل الثلاثون فی سنده فی الحدیث، ص ۱۴۹، مطبوعه دار الهدی والرشاد، دمشق، سوریا

ترجمہ : بس کیجیے! جو حدیثیں میں نے سو دِن میں آپ کو سُنائیں آپ نے گھڑی بھر میں مجھے سنا دیں، مجھے معلوم نہ تھا کہ آپ ان حدیثوں پر یوں عمل کرتے ہیں، اے گروہِ فقہا! تم طبیب ہو اور ہم دوا فروش، اور اے ابو حنیفہ! تم نے تو دونوں میدان مار لیے ہیں۔ (یعنی فقیہ و محدث دونوں ہو)

امام اعمش کی اِس شہادت کے بعد امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جلیل القدر محدث ہونے میں کیا شبہ رہ جاتا ہے؟

(۳) حضرتِ سفیان بن عیینہ : آپ علم حدیث میں بلند پایہ رکھتے ہیں، آپ کی حدیث و روایات پر ائمہ محدثین کا اتفاق ہے۔ ایوب سختیانی، شعبہ بن حجاج، امام اعمش، ابن شہاب زہری اور سفیان ثوری جیسے محدثین سے علم حدیث لیا۔ آپ کی جلالت علمی کے لیے یہی کافی ہے کہ امام احمد بن حنبل، امام شافعی، امام المحدثین یحیی بن معین اور ابو بکر بن ابی شیبہ کا شمار آپ کے شاگردوں میں ہوتا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"أوّل من صيّرنی محدثاً أبو حنيفة"۔(۱)

ترجمہ : سب سے پہلے جس نے مجھے محدث بنایا وہ امام ابو حنیفہ ہیں۔

یہی امام سفیان بن عیینہ ایک دوسرے مقام پر فرماتے ہیں:

"أوّل من أقعدنی للحديث بالكوفة أبو حنيفة، أقعدنی فی الجامع

(۱) مجالس فی تفسیر قول اللہ تعالیٰ "لقد منّ اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً من انفسھم"، ص ۴۸۶، مطبوعہ دار المنہاج، جدۃ

وقال: ھٰذا أحفظ الناس بحديث عمرو بن دينار فحدثتهم"۔(۱)

حدیث بیان کرنے کے لیے مجھے کوفہ میں سب سے پہلے بٹھانے والے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ ہیں، آپ نے مجھے جامع مسجد کوفہ میں بٹھا کر فرمایا: یہ عمرو بن دینار کی مرویات کو سب سے زیادہ بہتر جاننے والے ہیں، پھر میں نے لوگوں کے سامنے حدیث بیان کی۔

جس ذات نے دوسروں کو جلیل القدر محدث بنایا ہو اُس ذات کی حدیث دانی وحدیث فہمی پر اعتراض کرنا کہاں کا انصاف ہے؟

(۴) حضرت عبداللہ بن فرّوخ فارسی (متوفی:۱۷۶ھ) فرماتے ہیں:

"سقطت آجرة من أعلى دار أبى حنيفة وأنا عنده على رأسى ،فدمى ، فقال: اختر الأرش أو ثلاث مأة حديث، قلت: الحديث، فحدثنى"۔(۲)

ترجمہ: میں امامِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے گھر پر تھا کہ چھت کے ایک حصہ کا کونہ ٹوٹ کر میرے سر پر گرا جس کی وجہ سے خون نکلنے لگا، تو امام اعظم ابوحنیفہ نے فرمایا: آپ (اس چوٹ کے بدلے) دیت لے لیجیے یا تین سو(۳۰۰) حدیثیں سن لیجیے، میں نے حدیثیں سننے کی پیشکش قبول کی۔ تو آپ نے مجھے تین سو(۳۰۰) حدیثیں سنائیں۔

حضرت عبداللہ بن فرّوخ فارسی کی اِس شہادت کو بغور پڑھیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ

---

(۱) الانتقاء فی فضائل الائمة الثلاثة الفقهاء، ص ۱۹۹، مطبوعه مکتب المطبوعات الاسلامية، حلب

(۲) ترتيب المدارك وتقريب المسالك لمعرفة أعلام مذهب مالك، ج ۱، ص۱۹۷، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت/رياض النفوس، ۷۷ ترجمة أبی محمد عبدالله بن فروخ الفارسی، ج ۱، ص ۱۸۱، مطبوعه دار الغرب الاسلامی، بيروت

نے آپ کو تین سو احادیث ایک نشست میں سنا دیں۔

متعصبین پر افسوس ہے کہ اتنے واضح دلائل ہونے کے باوجود وہ یہ کہتے ہوئے دریغ نہیں کرتے کہ امامِ اعظم ابو حنیفہ کو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں یاد تھیں۔ کسی شاعر نے سچ کہا ہے ؎

ولیس یصح فی الأذهان شیء اذا احتاج النهار الی دلیل

ترجمہ : اگر دن کا وجود بھی محتاج دلیل ہو تو پھر حقائق میں سے کوئی حقیقت ثابت نہیں ہو سکتی۔

(۵) امام اسرائیل بن یونس فرماتے ہیں:

"نعم الرجل النعمان ماکان أحفظه لکل حدیث فیه فقه وأشد فحصه عنه وأعلمه بما فیه من الفقه"۔(۱)

ترجمہ : نعمان (امامِ اعظم ابو حنیفہ) بہترین آدمی ہیں جنہوں نے فقہی مضمون پر مشتمل ہر حدیث یاد کی، آپ حدیث میں بہت غور کرنے والے اور اس میں موجود فقہی مضمون کو خوب جاننے والے تھے۔

اسرائیل بن یونس کی یہ شہادت امامِ اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حافظ الحدیث ہونے کا واضح ثبوت ہے۔

(۶) عظیم محدث وفقیہ یحیی بن آدم فرماتے ہیں:

"ان فی الحدیث ناسخاً ومنسوخاً کما فی القرآن، وکان النعمان جمع حدیث أهل بلده کله، فنظر الی آخر ما قبض علیه النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، فأخذ

---

(۱) تاریخ بغداد، ج ۱۵، ص ۴۶۴، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی، بیروت

به"۔(۱)

ترجمہ : بلاشبہ حدیث میں بھی قرآن کریم کی طرح ناسخ ومنسوخ ہوتے ہیں، اور نعمان (امام اعظم ابوحنیفہ) نے اپنے شہر (کوفہ) کی تمام حدیثوں کو جمع کر کے نبی کریم ﷺ کے آخری عمل والی حدیث کو معمول بہ قرار دیا۔

اس سے یہ ثابت ہوا کہ امام اعظم کوفہ کی تمام حدیثوں کے عالم تھے۔

(۷) امام ابن حجر عسقلانی جن کے بارے میں امام جلال الدین سیوطی فرماتے ہیں:

"ان المحدثین عیال الآن فی الرجال وغیرها من فنون الحدیث علی أربعة، المزی والذهبی والعراقی وابن حجر"۔(۲)

ترجمہ : بلاشبہ محدثین اسماء الرجال وغیرہ فنون حدیث میں چار لوگوں کے محتاج ہیں: حافظ جمال الدین مزی، حافظ شمس الدین ذہبی، زین الدین عراقی، ابن حجر عسقلانی۔

یہ امام ابن حجر عسقلانی امام اعظم کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ومناقب الامام أبی حنیفة کثیرة جدًا فرضی الله تعالی عنه وأسکنه الفردوس آمین"۔(۳)

ترجمہ : امام اعظم ابوحنیفہ کے مناقب بہت زیادہ ہیں، اللہ تعالی آپ سے راضی ہو اور جنت الفردوس میں جگہ دے آمین۔

(۸) معروف محدث علی بن خشرم فرماتے ہیں:

---

(۱) کشف الأسرار عن أصول فخر الاسلام البزدوی، ج ۱، ص ۳۰، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) ذیل تذکرة الحفاظ للذهبی، ص ۳۴۸، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) تهذیب التهذیب، ج ۱۰، ص ۴۵۲، مطبوعه دار الکتاب الاسلامی، القاهرة

”کنا فی مجلس سفیان بن عیینة فقال :یا أصحاب الحدیث! تعلموا فقه الحدیث لا یقهرکم أهل الرأی ،ما قال أبو حنیفة شیئًا الا ونحن نروی فیه حدیثًا أو حدیثین“۔(۱)

ترجمہ : ہم امام سفیان بن عیینہ کی خدمت میں حاضر تھے انہوں نے فرمایا : اے اصحابِ حدیث! تم حدیث میں تفقہ پیدا کرو، ایسا نہ ہو کہ اصحابِ رائے تم پر غالب آجائیں، امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کوئی بات ایسی نہیں کہی ہے جس پر ہم ایک یا دو حدیثیں نہ روایت کرتے ہوں۔

علی بن خشرم کی اِس شھادت سے یہ ثابت ہوا کہ امامِ اعظم ابوحنیفہ کا ہر قول کسی نہ کسی حدیث کے مطابق ہے، غور کریں جس کا ہر فرمان حدیث کی روشنی میں ہو اس کے بارے میں ”یتیم الحدیث“ کہنا کتنا تعجب خیز ہے۔

(۹) یحیی بن نصر بن حاجب فرماتے ہیں:

”دخلت علی أبی حنیفة فی بیت مملوء کتبًا فقلت ما هٰذا ؟ قال :هذه احادیث کلها، وما حدّثت به الا الیسیر الذی ینتفع به“۔(۲)

ترجمہ : میں امام ابوحنیفہ کے یہاں ایک ایسے کمرے میں داخل ہوا جو کتابوں سے بھرا ہوا تھا، میں نے اُن کے بارے میں دریافت کیا: تو آپ نے فرمایا : یہ سب کتابیں حدیث کی ہیں، اور میں نے ان میں سے تھوڑی حدیثیں بیان کی ہیں جن سے نفع اُٹھایا جائے۔

---

(۱) معرفة علوم الحدیث وکمیة أجناسه، ص ۲۵۳، مطبوعه دار ابن حزم، بیروت / کتاب الفقیه والمتفقه، ج ۱ ص ۲۲۹، مطبوعه المکتبة العلمیة، بیروت

(۲) مسند أبی حنیفة، ص ۲۷۶، رقم ۸۰۵، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت

تحیی بن نصر بن حاجب کی اِس شہادت سے یہ پتہ چلتا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ جلیل القدر محدث تھے اور آپ کے پاس حدیثوں کا عظیم الشان ذخیرہ تھا۔

(۱۰) امام شعبہ (متوفی ۱۶۰ ھ) اور امام سفیان ثوری (متوفی ۱۶۱ ھ) فن حدیث میں امام کا درجہ رکھتے ہیں۔ حضرتِ ابراہیم بن سعید جوہری ان دونوں کے متعلق فرماتے ہیں: ''**کان شعبة وسفیان اذا اختلفا قالا: اذهبا بنا الی المیزان مسعر**''۔(۱)

ترجمہ: امام شعبہ اور امام سفیان ثوری کے درمیان جب کسی حدیث کے بارے میں اختلاف ہوتا تو دونوں کہتے: کہ ہمیں مسعر بن کدام کے پاس لے چلو جو فنّ حدیث کے میزان ہیں۔

اِس روایت سے امام مسعر بن کدام کے مقام و مرتبہ کا اندازہ ہوتا ہے۔ اب ذرا آئیں دیکھیں کہ مسعر بن کدام کا امام اعظم ابو حنیفہ کے بارے میں کیا خیال ہے؟ حضرتِ مسعر بن کدام فرماتے ہیں:

''**طلبت مع أبی حنیفة الحدیث فغلبنا، وأخذنا فی الزهد فبرع علینا، وطلبنا معه الفقه فجاء منه ماترون**''۔(۲)

ترجمہ: میں نے ابو حنیفہ کی رفاقت میں حدیث کی تحصیل کی تو وہ ہم پر غالب رہے اور زہدو پرہیز گاری میں بھی فائق رہے، اور ہم نے ان کے ساتھ فقہ شروع کیا تو

---

(۱) المحدث الفاصل بین الراوی والواعی، ص ۳۹۵، رقم ۴۰۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

(۲) مناقب الامام أبی حنیفة وصاحبیه أبی یوسف ومحمد بن الحسن، ص ۴۳، مطبوعہ لجنة احیاء المعارف النعمانیة، حیدر آباد، دکن، الهند

آپ دیکھ رہے ہیں کہ انہوں نے اس فن میں کمالات کے کیسے جوہر دکھائے۔
اس روایت سے بھی اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو علمِ حدیث میں کیسا کمال حاصل تھا۔

(۱۱) عظیم محدث یزید بن ہارون فرماتے ہیں:

"أدركت ألف رجل وكتبت عن أكثرهم ما رأيت فيهم أفقه ولا أورع ولا أعلم من خمسة، أولهم أبو حنيفة"۔(۱)

ترجمہ: میں نے ہزار محدثین کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا ہے اور اُن میں سے اکثر سے احادیث لکھی ہیں، ان سب میں سب سے زیادہ فقیہ، سب سے زیادہ پارسا اور سب سے زیادہ علم والے صرف پانچ ہیں، ان پانچوں میں اولین مقام امام اعظم ابو حنیفہ کا ہے۔

یزید بن ہارون کی اس شہادت سے علمِ حدیث میں امام اعظم کے مقام کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

(۱۲) شمس الائمہ سرخسی (متوفی ۴۹۰ھ) فرماتے ہیں:

"كان أعلم أهل عصره بالحديث"۔(۲)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ اپنے معاصرین میں حدیث کے سب سے بڑے عالم تھے۔

شمس الائمہ سرخسی کی شہادت بغور پڑھیں۔ کیا اب بھی امامِ اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر قلت حدیث کا الزام درست ہے؟

---

(۱) الجواهر المضيئة فى طبقات الحنفية، ج ۱، ص ۵۷، مطبوعه دار هجر، القاهرة

(۲) أصول السرخسی، ج ۲، ص ۳۵۰، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت

(۱۳) حضرتِ فضیل بن عیاض امامِ اعظم ابوحنیفہ کے متعلق ارشاد فرماتے ہیں:

"کان أبوحنیفة فقیهاً معروفاً بالفقه مشهوراً بالورع ،وکان اذا وردت علیه مسألة فیها حدیث صحیح اتبعه وان کان فیها قول عن الصحابة والتابعین أخذ به والا قاس فأحسن القیاس"۔(۱)

ترجمہ :امام اعظم ابوحنیفہ فقیہ تھے،فقہ وتقویٰ میں معروف تھے۔جب آپ کے سامنے کوئی مسئلہ پیش ہوتا اوراس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث ہوتی توآپ اُس حدیث پرعمل کرتے اوراگراُس مسئلہ میں صحابہ وتابعین کا کوئی قول منقول ہوتا تواُس پرعمل کرتے ورنہ بہترین قیاس فرماتے۔

حضرتِ فضیل بن عیاض مذکورہ روایت میں امامِ اعظم ابوحنیفہ کو فقیہ فرمارہے ہیں۔ایک فقیہ کے لیے کتنی حدیثوں کا جاننا ضروری ہے اس کا اندازہ مندرجہ ذیل روایت سے کیا جاسکتا ہے۔

امام احمد بن حنبل کے شاگرد محمد بن عبیداللہ بن منادی سے روایت ہے:

"قد سمع رجلاً یسأله اذا حفظ الرجل مأة ألف حدیث یکون فقیهاً؟قال: لا، قال:فمئتی ألف ؟قال :لا،قال:فثلاث مئة ألف ؟ قال:لا،قال:فأربع مئة ألف؟قال بیده هکذاوحرکها"۔(۲)

---

(۱)کشف الأسرار عن أصول فخر الاسلام البزدوی،ج ۱،ص ۳۰،مطبوعه دار الکتب العلمیة،بیروت

(۲)اعلام الموقعین عن رب العالمین،۲،ص ۱۱۵،مطبوعه دار ابن جوزی،المملکة العربیة السعودیة/العدّة فی اصول الفقه،ج ۵،ص۱۵۹۷،مطبوعه الریاض،المملکة العربیة السعودیة/طبقات الحنابلة،ج ۲،ص ۱۶۴،مطبوعه مطبعة السنة المحمدیة ،القاهرة

ترجمہ :ایک شخص نے امام احمد بن حنبل سے پوچھا کہ ایک لاکھ حدیثیں جسے یاد ہوں کیا وہ فقیہ ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا: جسے دولاکھ یاد ہوں کیا وہ فقیہ ہے؟ آپ نے فرمایا : نہیں، اس نے پوچھا: جسے تین لاکھ یاد ہوں کیا وہ فقیہ ہے؟ آپ نے فرمایا: نہیں، اس نے پوچھا :جسے چار لاکھ حدیثیں یاد ہوں کیا وہ فقیہ ہے؟ تو آپ نے اپنے ہاتھوں کو پھیلا کر (ہاں کا) اشارہ کیا۔

متعصبین اس روایت کو بغور پڑھیں کہ فقیہ کے لیے چار لاکھ حدیثوں کا جاننا ضروری ہے اور امام اعظم عظیم فقیہ تھے، تو آپ پر سترہ حدیثوں کے یاد ہونے کا دعویٰ حد درجہ کا تعصب نہیں تو اور کیا ہے؟

(۱۴) معروف محدث یزید بن ہارون سے سوال کیا گیا:

”متی یحل للرجل أن یفتی؟فقال :اذاکان مثل أبی حنیفة،قال :فقیل له :یاأباخالد!تقول مثل هذا،فقال نعم،وأکثر من هذا،ماراَیت رجلًا أفقه منه ولا أورع منه“۔(۱)

ترجمہ :ایک مجتہد فتوی دینے کے قابل کب ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا :جب وہ امام ابوحنیفہ جیسا ہوجائے، ان سے کہا گیا :اے ابوخالد! آپ عجیب بات کرتے ہیں! فرمایا : ہاں، بلکہ مجھے اس سے بھی زیادہ آپ کی تعریف کرنا چاہیے، میں نے ان سے بڑا کسی کو فقیہ اور متورع نہیں دیکھا۔

اسی طرح امام جرح وتعدیل حضرت یحیی بن معین (متوفی : ۲۳۳ھ) سے سوال کیا گیا:

---

(۱) مناقب أبی حنیفة از موفق بن احمد مکی، ج ۱، ص ۱۹۱، مطبوعه دائرة المعارف النظامیة، حیدرآباد، دکن، الهند

"أیفتی الرجل من مائة ألف حدیث؟قال :لا،قلت :ومن مائتی ألف؟قال :لا،قلت :ثلا ثمائة؟قال :لا،قلت :خمس مائة ألف،قال :أرجو"۔(۱)

ترجمہ : کیا کوئی شخص ایک لاکھ احادیث یاد کرنے کے بعد فتوی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا : نہیں،سائل نے پوچھا : دولاکھ احادیث یاد کرنے کے بعد؟ آپ نے فرمایا : نہیں،سائل نے پوچھا : تین لاکھ احادیث یاد کرنے کے بعد؟ آپ نے فرمایا : نہیں،سائل نے چوتھی مرتبہ پوچھا : کیا کوئی شخص پانچ لاکھ احادیث یاد کرنے کے بعد فتوی دے سکتا ہے؟ آپ نے فرمایا : مجھے امید ہے کہ اب وہ فتوی دے سکتا ہے۔

امام یحیی بن معین کے مطابق پانچ لاکھ احادیث یاد کرنے کے بعد مجتہد فتوی دے سکتا ہے اور حضرت یزید بن ہارون نے صراحت کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ جب مجتہد امام اعظم ابوحنیفہ جیسا ہوجائے تو اس کے لیے فتوی دینا جائز ہے،اس سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت یزید بن ہارون کے نزدیک امام اعظم ابوحنیفہ پانچ لاکھ احادیث کے حافظ تھے۔

نیزامام یحیی بن معین ایک مقام پر فرماتے ہیں:

"العلماء أربعة :الثوری،وأبوحنیفة،ومالک،والأوزاعی۔"(۲)

ترجمہ :علما(قرآن وحدیث کا علم رکھنے والے)چار ہیں :سفیان ثوری،امام اعظم ابوحنیفہ،امام مالک،امام اوزاعی۔

---

(۱)الجامع لأخلاق الراوی وآداب السامع،ج ۲،ص ۱۷۴،رقم :۱۵۲۵،مطبوعہ مکتبة المعارف،الریاض

(۲)البدایة والنهایة،ج ۱۰،ص ۱۱۶،مطبوعہ مکتبة المعارف،بیروت

اس سے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے مقام ومرتبہ کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۱۵) عظیم محدث عبدالقادر بن ابوالوفا قرشی (متوفی ۷۷۵ھ) فرماتے ہیں:

"اعلم أن الامام أبا حنيفة قد قبل قوله فى الجرح والتعديل، وتلقوه عنه علماء هذاالفن وعملوا به، كتلقيهم عن الامام أحمد والبخارى وابن معين وابن المدينى وغيرهم من شيوخ الصنعة، وهذا يدلك على عظمته وشأنه وسعة علمه وسيادته"۔(۱)

ترجمہ: جان لیں کہ امام اعظم ابوحنیفہ کا قول جرح وتعدیل میں مقبول ہے، اور اس فن (حدیث) کے علما نے آپ کے قول کو امام احمد، امام بخاری، امام یحیی بن معین اور علی بن مدینی وغیرہ شیوخ کے قول کی طرح قبول کیا ہے، اور یہ آپ کی عظمت وشان، وسعت علمی اور سیادت پر دال ہے۔

امام عبدالقادر قرشی کی اس شہادت سے یہ ثابت ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ صرف محدث ہی نہیں بلکہ امام جرح وتعدیل بھی ہیں۔

(۱۶) امام اعظم ابوحنیفہ ان ائمہ میں سے ہیں جن کی عدالت معروف ومشہور ہے، چنانچہ علامہ ابواسحاق شیرازی شافعی اپنی کتاب "**اللمع فى أصول الفقه**" میں فرماتے ہیں:

"وجملته أن الراوى لايخلو: اماأن يكون معلوم العدالة، أو معلوم الفسق، أو مجهول الحال فان كانت عدالته معلومة، كالصحابة رضى الله تعالى عنهم، وأفاضل التابعين كالحسن وعطاء والشعبى

---

(۱) الجواهر المضيئة فى طبقات الحنفية، ج ۱، ص ۵۹، مطبوعه دار هجر، القاهرة

والنخعی،وأجلاء الفقهاء کمالک وسفیان والشافعی وأبی حنیفة وأحمد واسحاق ومن یجری مجراهم وجب قبول خبره،ولم یجب البحث عن عدالته"۔(۱)

ترجمہ : راوی یا تو اس کی عدالت معلوم ہوگی یا فسق معلوم ہوگا یا وہ مجہول الحال ہوگا،تو اگر راوی کی عدالت معلوم ہو جیسے صحابہ رضی اللہ عنہم،اور افاضل تابعین جیسے حضرت حسن بصری،حضرت عطاء،امام شعبی اور امام نخعی،اور اجلہ فقہا جیسے امام مالک،سفیان ثوری،امام شافعی،امام اعظم ابوحنیفہ،امام احمد بن حنبل،اسحاق بن راھویہ اور جو ان کے مثل ہیں،تو ان کی خبر کو قبول کرنا واجب ہے،اور ان کی عدالت کے بارے میں بحث واجب نہیں۔

(۱۷) حضرت امام علاء الدین ابوبکر بن مسعود کاسانی (متوفی ۵۸۷ھ) فرماتے ہیں:

"انه کان من صیارفة الحدیث،وکان من مذهبه تقدیم الخبر وان کان فی حدّ الآحاد علی القیاس بعد ان کان راویه عدلاً ظاهر العدالة"۔(۲)

ترجمہ : بلا شبہ امام اعظم ابوحنیفہ حدیثِ پاک کی جانچ پڑتال کرنے والے تھے۔اور آپ کا مذھب یہ ہے کہ خبر کو قیاس پر مقدم کیا جائے اگرچہ خبرِ واحد ہو بعد اس کے کہ اس حدیث کے راوی عادل ظاہر العدالۃ ہوں۔

---

(۱)اللمع فی أصول الفقه،باب القول فی الجرح والتعدیل،ص ۲۰۶،مطبوعه مکتبة نظام یعقوبی الخاصة،البحرین

(۲)بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع،ج ۷،ص ۴۷،مطبوعه دار الکتب العلمیة،بیروت

امام کاسانی کی اس شہادت سے امام اعظم ابوحنیفہ کی علمِ حدیث میں دسترس کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

(۱۸) علامہ ابن عابدین شامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"لقد کان رحمه الله تعالیٰ اماماً فی ذٰلک فانه رضی الله تعالیٰ عنه أخذ الحدیث عن أربعة آلاف شیخ من ائمة التابعین وغیرهم ومن ثم ذکره الذهبی وغیره فی طبقات الحفاظ من المحدثین ومن زعم قلة اعتنائه بالحدیث فهو امّا لتساهله أو حسده اذ کیف یتأتی ممن هو کذلک استنباط مثل مااستنبطه من المسائل"۔(۱)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ فن حدیث کے امام تھے۔ کیونکہ آپ نے ائمہ تابعین اور غیر تابعین میں سے چار ہزار شیوخ واساتذہ سے علم حدیث حاصل کیا، یہی وجہ ہے کہ امام ذہبی وغیرہ نے آپ کو محدثین حفاظ میں شمار کیا ہے۔ لہذا جو شخص یہ خیال کرے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو علم حدیث میں کم دسترس تھی تو اس کا یہ خیال تساہل یا حسد کی وجہ سے ہے۔ اس لیے کہ جو شخص ایسا ہوگا اس سے ایسے مسائل کا استنباط کیسے ہوسکتا ہے جو انہوں نے کیا۔

(۱۹) ماہر طبقات رجال امام ذہبی نے حفاظ حدیث کے حالات پر مشتمل عظیم کتاب "**تذکرة الحفاظ**" لکھی جس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حافظ حدیث قرار دیتے ہوئے ان القاب سے یاد کیا۔

"أبو حنیفة الامام الاعظم فقیه العراق النعمان بن ثابت بن زوطا

---

(۱) رد المختار علی الدر المختار، مقدمة، ج ۱، ص ۱۵۸، مطبوعه دار عالم الکتب، الریاض

التیمی۔" (۱)

محدثین کی اصطلاح میں حافظ حدیث اسے کہتے ہیں جسے کم از کم ایک لاکھ احادیث سند و متن کے ساتھ یاد ہوں اور ان احادیث کے راویوں کے احوال بھی جرحًا و تعدیلًا معلوم ہوں۔

(۲۰) امام زفر بن ہذیل فرماتے ہیں:

"کان کبراء المحدثین مثل زکریا بن أبی زائدة وعبد الملک بن أبی سلیمان واللیث بن أبی سلیم ومطرف بن طریف وحصین هو ابن عبد الرحمٰن وغیرهم یختلفون الی أبی حنیفة ویسألونه عما ینوبهم من المسائل ومایشتبه علیهم من الحدیث"۔(۲)

ترجمہ: بڑے بڑے محدثین مثلاً زکریا بن ابی زائدہ، عبد الملک بن ابی سلیمان، لیث بن ابی سلیم، مطرف بن طریف، حصین بن عبد الرحمن وغیرہم امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے اور آپ سے دقیق مسائل پر گفتگو کرتے جو انہیں درپیش ہوتے اور جن احادیث میں ان کو اشتباہ ہوتا اس کے بارے میں سوال کرتے تھے۔

مقام غور ہے کہ اگر امام اعظم کو صرف سترہ (۱۷) حدیثیں یاد تھیں جیسا کہ متعصبین کا کہنا ہے تو بڑے بڑے محدثین آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر مشتبہ احادیث کے بارے میں کیوں سوال کرتے تھے؟

(۲۱) امام حمیدی شیخ بخاری فرماتے ہیں:

---

(۱) تذکرة الحفاظ، ج ۱، ص ۱٦٨، مطبوعه دائرة المعارف العثمانیة، حیدر آباد، دکن، الهند

(۲) مناقب الامام أبی حنیفة از موفق بن أحمد مکی، ج ۲، ص ۱۴۹، مطبوعه دائرة المعارف النظامیة، حیدر آباد، دکن، الهند

"سمعت ابن المبارک یقول کتبت عن أبی حنیفة أربع مأة حدیث"۔(۱)

ترجمہ: میں نے حضرت عبد اللہ بن مبارک کو فرماتے ہوئے سنا کہ میں نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے چار سو(۴۰۰) احادیث لکھیں۔

اگر بالفرض امام اعظم ابو حنیفہ کو صرف سترہ(۱۷) حدیثیں یاد تھیں تو حضرت عبد اللہ بن مبارک نے آپ سے چار سو احادیث سماعت کر کے کس طرح لکھ لیں۔

(۲۲) امام ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷ھ) شیخ الاسلام عبد اللہ بن یزید مقری مکی کے بارے میں فرماتے ہیں:

"عبد اللّٰہ بن یزید المقری المکی سمع من الامام تسع مأة حدیث"۔(۲)

ترجمہ: عبد اللہ بن یزید مقری مکی رحمہ اللہ تعالی نے امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نو سو(۹۰۰) احادیث سماعت کیں۔

آپ کے شاگرد محدث بشر بن موسیٰ فرماتے ہیں:

"وکان اذا حدثنا عن أبی حنیفة قال: حدثنا شاھنشاہ"۔(۳)

ترجمہ: امام مقری جب امام اعظم ابو حنیفہ سے روایت کرتے تو کہتے: ہم سے شہنشاہ نے حدیث بیان کی۔

اگر امام اعظم کو صرف سترہ(۱۷) حدیثیں یاد تھیں تو آپ کے شاگرد عبد اللہ بن یزید مقری نے آپ سے نو سو(۹۰۰) احادیث کس طرح سماعت فرما لیں۔

---

(۱) تاریخ بغداد، ج ۱۵، ص ۵۷۳، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی، بیروت

(۲) مناقب الامام أبی حنیفة از ابن بزاز کردری، ج ۲، ص ۲۱۹، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیة، حیدر آباد، دکن، الھند

(۳) تاریخ بغداد، ج ۱۵، ص ۴۷۳، مطبوعہ دار الغرب الاسلامی، بیروت

(۲۳) محدث وناقد حافظ شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے تو امام اعظم ابو حنیفہ کو حدیث کے ان دس بنیادی ارکان میں شمار کیا ہے جن پر پورے علم حدیث کی منزل کھڑی ہے۔ آپ نے امام شافعی کا قول: **"العلم یدور علی ثلاثة، مالک واللیث وابن عیینة"**۔ (علم کا مدار تین اشخاص امام مالک، امام لیث بن سعد اور امام سفیان بن عیینہ پر ہے) نقل کرنے کے بعد لکھا ہے۔ **"قلت: بل و علی سبعة معهم، وهم الأوزاعی، والثوری، ومعمر، وأبو حنیفة، وشعبة والحمادان"**۔(۱)

ترجمہ: میں (حافظ ذہبی) کہتا ہوں: کہ علم کا مدار صرف تین اشخاص پر ہی نہیں بلکہ ان تین کے ساتھ دیگر سات ائمہ پر بھی ہے۔ اور وہ سات ائمہ یہ ہیں: اوزاعی، ثوری، معمر، ابو حنیفہ، شعبہ، حماد بن زید اور حماد بن سلمہ۔

واضح رہے کہ یہاں جس علم کی بات ہو رہی ہے اس سے مراد علم حدیث ہے۔ جیسا کہ امام ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) نے امام شافعی کے مذکورہ قول کی وضاحت میں لکھا ہے:

"العلم یعنی الحدیث یدور علی ثلاثة"۔(۲)

ترجمہ: علم سے مراد علم حدیث ہے۔

نیز حافظ عبد الرحمن جوہری (متوفی ۳۸۱ھ) نے بھی امام شافعی کے مذکورہ قول میں علم سے مراد حدیث کو بتایا ہے۔ چنانچہ آپ رقم طراز ہیں:

---

(۱) سیر أعلام النبلاء، ج ۸ ص ۹۴، مطبوعہ مؤسسة الرسالة، بیروت

(۲) التمہید لما فی المؤطا من المعانی والاسانید، ج ۱، ص ۶۲، مطبوعہ وزارة الأوقاف والشئون الاسلامیة، المغرب

"**العلم یعنی الحدیث یدور علی ثلاثة**"۔(۱)

ترجمہ : علم سے مراد علم حدیث ہے۔

معلوم ہوا کہ حافظ ذہبی جیسے محدث کے نزدیک امام اعظم ابو حنیفہ ان دس ائمہ کبار میں سے ہیں جن پر پورے علم حدیث کا مدار ہے۔

(۲۴) حضرت ملا قاری امام محمد بن سماعہ سے نقل کرتے ہیں:

"**ان الامام ذکر فی تصانیفه نیفا و سبعین ألف حدیث و انتخب الآثار من أربعین ألف حدیث**"۔(۲)

ترجمہ :امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار(۷۰۰۰۰) سے زائد حدیثیں بیان کی ہیں اور چالیس ہزار(۴۰۰۰۰) حدیثوں سے "**کتاب الآثار**" کا انتخاب کیا ہے۔

(۲۵) امام عبداللہ بن داؤد خریبي (متوفی ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں:

"**یجب علی أهل الاسلام أن یدعوا الله لأبی حنیفة فی صلاتهم، قال: و ذکر حفظه علیهم السنن و الفقه**"۔(۳)

ترجمہ : مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ اپنی نمازیں امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے لئے دعا کریں۔ اور انھوں نے ذکر فرمایا : یہ اس لیے کہ انہوں نے سنت و

---

(۱) مسند المؤطا از حافظ عبد الرحمن جوهری، ص ۱۱۰، مطبوعه دار الغرب الاسلامی، بیروت

(۲) مناقب علی القاری بذیل الجواهر المضیئة فی طبقات الحنفیة، ج ۲، ص ۴۷۴، مطبوعه دائرة المعارف النظامیة، حیدرآباد، دکن، الهند

(۳) تاریخ بغداد، ج ۱۵، ص ۴۷۲، مطبوعه دار الغرب الاسلامی، بیروت

حدیث اور فقہ کی مسلمانوں کے لئے حفاظت کی ہے۔

(۲۶) حضرت سفیان ثوری جنھیں امیر المومنین فی الحدیث کہا جاتا ہے وہ بھی امام اعظم ابو حنیفہ کے علم حدیث کے معترف ہیں۔ چنانچہ مشہور محدث ومؤرخ قاضی حسین بن علی صمیری (متوفی ۴۳۶ھ) زائدہ کے حوالے سے رقم طراز ہیں :

"رأیت تحت رأس سفیان کتابًا ینظر فیه فاستاذنته فی النظر فیه فدفعه الی فاذا هو کتاب الرهن لأبی حنیفة ، فقلت له :تنظر فی کتبه! فقال :وددت انها کلها عندی مجتمعة انظر فیها، ما بقی فی شرح العلم غایة ولکنا ما ننصفه"۔(۱)

ترجمہ : زائدہ کہتے ہیں: میں نے سفیان ثوری کے سرہانے ایک کتاب دیکھی جسے وہ دیکھتے تھے، میں نے اس کتاب کے دیکھنے کی اجازت مانگی تو انھوں نے کتاب میرے سپرد کردی، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ امام ابو حنیفہ کی کتاب **"کتاب الرھن"** ہے، میں نے سفیان ثوری سے کہا : آپ ان کی کتاب دیکھتے ہیں! سفیان ثوری نے کہا: کاش میرے پاس ان کی ساری کتابیں ہوتیں جنھیں میں دیکھا کرتا تو علم کی شرح میں کوئی بات باقی نہ رہ جاتی لیکن ہم انصاف نہیں کرتے۔

غور فرمائیں! حضرت سفیان ثوری فرمارہے ہیں کہ اگر میرے پاس امام اعظم ابو حنیفہ کی ساری کتابیں ہوتیں تو علمِ حدیث کی شرح میں کوئی بات باقی نہ رہتی۔مگر حاسدین اُسی ذات کے لیے یہ کہتے ہوئے دریغ نہیں کرتے کہ انہیں صرف سترہ (۱۷) حدیثیں یاد تھیں۔

---

(۱) **أخبار أبی حنیفة وأصحابه از قاضی حسین بن علی صمیری، ص ۷۴، مطبوعه عالم الکتب، بیروت**

(۲۷) حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں:

"رأیت مسعرًافی حلقة أبی حنیفة رضی اللّٰه عنه یسأله ویستفید منه، وقال: مارأیت أفقه منه"۔(۱)

ترجمہ: میں نے مسعر بن کدام کو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حلقۂ درس میں دیکھا کہ وہ امام ابوحنیفہ سے سوال کرتے اور آپ سے استفادہ کرتے اور فرماتے تھے: میں نے امام اعظم ابوحنیفہ سے بڑھ کر کسی کو فقیہ نہ دیکھا۔

اگر امام اعظم ابوحنیفہ "قلیل البضاعۃ فی الحدیث" تھے تو مسعر بن کدام جیسے محدث آپ کی بارگاہ میں حاضر ہو کر کیوں آپ سے استفادہ کرتے تھے؟

(۲۸) معروف فقیہ حسن بن صالح کوفی (متوفی ۱۶۹ھ) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے متعلق فرماتے ہیں:

"کان أبو حنیفة شدید الفحص عن الناسخ من الحدیث والمنسوخ فیعمل بالحدیث اذا ثبت عنده عن النبی صلی اللّٰه علیه وآله وسلم وعن أصحابه وکان عارفاً بحدیث أهل الکوفة"۔(۲)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ناسخ ومنسوخ حدیث کی تلاش میں سخت مصروف رہتے تھے اور اُسی حدیث پر عمل کرتے تھے جو نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سے آپ کے نزدیک ثابت ہوتی تھی اور اہلِ کوفہ کی احادیث کے

---

(۱) الخیرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم أبی حنیفة النعمان، الفصل الثالث عشر فی ثناء الائمة علیه، ص ۸۶، مطبوعه دار الهدی والرشاد، دمشق، سوریا

(۲) أخبار أبی حنیفة وأصحابه از قاضی حسین بن علی صمیری، ص ۲۵، مطبوعه عالم الکتب، بیروت

عارف تھے۔

جوشخص کوفہ (جو اہلِ علم کا مرکز تھا) کی تمام احادیث کا عارف ہو اُس کے بارے میں "یتیم الحدیث" کہنا حیرت انگیز ہے۔

(۲۹) حافظ الحدیث عبدالرحمٰن بن مھدی (متوفی ۱۹۸ھ) فرماتے ہیں:

"كنت نقالاً للحديث فرأيت سفيان الثورى أمير المؤمنين فى العلماء وسفيان بن عيينة أمير العلماء وشعبة عيار الحديث وعبدالله بن المبارك صراف الحديث ويحيى بن سعيد قاضى العلماء وأبا حنيفة قاضى قضاة العلماء"۔(۱)

ترجمہ: میں حدیث کثرت سے نقل کرتا تھا، میں نے سفیان ثوری کو دیکھا ہے کہ وہ علما میں امیر المؤمنین ہیں اور سفیان بن عیینہ امیر العلما، شعبہ معیار حدیث، عبداللہ بن مبارک صراف الحدیث، یحیی بن سعید قاضی العلماء ہیں اور امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ علمائے قضاۃ میں سب سے بڑے ہیں۔

اس سے بڑھ کر اور کون سی شہادت ہو سکتی ہے کہ حافظ ابن مھدی نے سفیان ثوری و سفیان بن عیینہ و ابن مبارک اور یحیی بن سعید پر امام اعظم ابو حنیفہ کو افضل قرار دیا ہے اور بیان کیا ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ جملہ ائمہ محدثین کے اوصاف کے جامع ہیں۔

(۳۰) حضرت بشر بن حارث کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن داؤد خریبی (متوفی: ۲۱۳ھ) فرماتے ہیں:

---

(۱) مناقب الامام أبی حنیفة از موفق بن احمد مکی، ج ۲، ص ۴۵، مطبوعه دائرة المعارف النظامية، حيدر آباد، دكن، الهند

"اذا أردت الآثار أو قال الحديث وأحسبه قال والورع فسفيان، واذا أردت تلك الدقائق فأبو حنيفة"۔(۱)

ترجمہ : جب تم آثار کا ارادہ کرو یا فرمایا حدیث حاصل کرنا چاہو، بشر بن حارث کہتے ہیں: میرے خیال میں انہوں نے یہ بھی فرمایا: پارسا و پرہیزگار بننا چاہو تو امام سفیان ثوری کا رُخ کرو، اور جب تم آثار و حدیث کے حقائق و دقائق سے واقف ہونا چاہو تو امام اعظم ابوحنیفہ کا دامن پکڑو۔

اگر امام اعظم کو حدیث میں دسترس حاصل نہ تھی تو عبد اللہ بن داؤد خریبی کیوں امام اعظم کی بارگاہ میں رخ کرنے کے لیے کہہ رہے ہیں؟

(۳۱) حضرت حماد بن زید کہتے ہیں :

"كنا نأتي عمرو بن دينار، فاذا جاء أبو حنيفة أقبل عليه و تركنا نسأل أبا حنيفة فنسأله فيحدثنا"۔(۲)

ترجمہ : ہم محدث عمرو بن دینار کے پاس جایا کرتے تھے، جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لاتے تو عمرو بن دینار ان کی طرف متوجہ ہو جاتے اور ہمیں چھوڑ دیتے کہ ہم امام اعظم ابوحنیفہ سے مسائل دریافت کریں تو ہم امام اعظم ابوحنیفہ سے مسائل دریافت کرتے اور آپ ہمیں احادیث بیان کرتے تھے۔

---

(۱) تهذيب الكمال فی أسماء الرجال، ج ۲۹، ص ۴۳۱، مطبوعه مؤسسة الرسالة، بيروت / تاريخ بغداد، ج ۱۵، ص ۴۷۱، مطبوعه دار الغرب الاسلامی، بيروت / مناقب الامام أبی حنيفة از موفق بن احمد مكی، ج ۲، ص ۳۰، مطبوعه دائرة المعارف النظامية، حيدرآباد، دكن، الهند

(۲) الخيرات الحسان فی مناقب الامام الاعظم أبی حنيفة النعمان، الفصل الثالث عشر فی ثناء الائمة عليه، ص ۸۸، مطبوعه دار الهدى والرشاد، دمشق، سوريا

اس شہادت کے بعد متعصبین کے قول کی کیا وقعت باقی رہ جاتی ہے کہ امام اعظم ''ضعیف فی الحدیث'' یا ''یتیم الحدیث'' ہیں جبکہ عمرو بن دینار جیسے محدث کی موجودگی میں امام اعظم ابوحنیفہ احادیث بیان فرماتے ہیں۔

(۳۲) امام ابن بزاز کردری (متوفی ۸۲۷ھ) رقم طراز ہیں:

''عن وکیع أنه قد وقع یومًا حدیث فیه غموض فوقف وتنفس الصعداء وقال: لا تنفع الندامة أین الشیخ؟ فیفرج عنا''۔ (۱)

ترجمہ: حضرت وکیع بن جراح سے روایت ہے کہ انہیں ایک دن ایک حدیث پیش آئی جس میں دقائق تھے، تو وکیع بن جراح نے کھڑے ہو کر ایک اونچا سانس لیا اور کہا: ندامت نفع نہیں دیتی، شیخ (امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ) کہاں ہیں؟ جو ہم سے اس حدیث پاک کے دقائق کھول کر بیان کر دیں۔

مقام غور ہے اگر امام اعظم ابوحنیفہ ''قلیل البضاعۃ فی الحدیث'' تھے تو حضرت وکیع بن جراح جیسے محدث حدیث پاک کے دقائق کی وضاحت کے لئے آپ کو کیوں طلب کر رہے ہیں؟

(۳۳) صدر الائمہ موفق بن احمد مکی (متوفی ۵۶۸ھ) فرماتے ہیں:

''وانتخب أبو حنیفة رحمه الله تعالیٰ الآثار من أربعین ألف حدیث''۔ (۲)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی نے ''**کتاب الآثار**'' کا انتخاب

---

(۱) مناقب الامام أبی حنیفة از ابن بزاز کردری، ج ۱، ص ۹۷، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیة، حیدر آباد، دکن، الهند

(۲) مناقب الامام أبی حنیفة از موفق بن احمد مکی، ج ۱، ص ۹۵، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیة، حیدر آباد، دکن، الهند

چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) احادیث سے کیا ہے۔

(۳۴) حافظ شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) فرماتے ہیں :

"روی عنه من المحدثین و الفقهاء عدة لا یحصون"۔(۱)

ترجمہ : امام اعظم ابوحنیفہ سے محدثین اور فقہا کی اتنی بڑی تعداد نے حدیثیں روایت کی ہیں جن کا شمار نہیں ہوسکتا۔

(۳۵) حضرت ملا علی قاری (متوفی ۱۰۱۴ھ) فرماتے ہیں :

"روی عنه عبد الله بن المبارک ووکیع بن الجراح وخلائق لا یحصون"۔(۲)

ترجمہ : امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی سے عبداللہ بن مبارک اور وکیع بن جراح اور ان کے علاوہ دیگر ائمہ نے روایت کی ہیں جن کا شمار نہیں کیا جا سکتا۔

(۳۶) عظیم محدث امام حاکم نیشاپوری (متوفی ۴۰۵ھ) نے اپنی مایہ ناز کتاب **"معرفة علوم الحدیث"** میں امام اعظم ابوحنیفہ کے محدث ہونے کی تصریح کی ہے ۔مثلاً اس کتاب کی چوالیسویں نوع جس کا عنوان ہے (**معرفة أعمار المحدثین من ولادتهم الی وقت وفاتهم**) اس نوع کے ذیل میں آپ نے مشہور محدثین کا سنِ ولادت اور سنِ وفات نقل کیا ہے، اس نوع میں دیگر محدثین کے ساتھ امام اعظم ابوحنیفہ کا سنِ ولادت اور سنِ وفات ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں :

---

(۱) مناقب الامام أبی حنیفة و صاحبیه أبی یوسف و محمد بن الحسن، ص ۲۰، مطبوعه لجنة احیاء المعارف النعمانیة، حیدرآباد، دکن، الهند

(۲) مرقاة المفاتیح شرح مشکاة المصابیح، ج ۱، ص ۷۸، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت

"وأبو حنيفة سنة خمسين ومأة وولد سنة ثمانين"۔(۱)

نیز اسی کتاب کی انچاسویں نوع جس کا عنوان ہے **(معرفة الائمة الثقات المشهورين من التابعين وأتباعهم ممن يجمع حديثهم للحفظ والمذاكرة و التبرك بهم**۔ تابعین اور اتباع تابعین میں سے ان ثقہ اور مشہور ائمہ حدیث کی معرفت جن کی احادیث حفظ و مذاکرہ کے لئے جمع کی جاتی ہیں اور ان سے تبرک حاصل کیا جاتا ہے) اس نوع کے ذیل میں تمام مشہور بلاد اسلامیہ کے مشاہیر ائمہ ثقات کو بیان کیا گیا ہے اور کوفہ کے ائمہ کی فہرست میں امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ تعالی کا ذکر کرتے ہوئے امام حاکم رقم فرماتے ہیں :

"أبو حنيفة النعمان بن ثابت التيمى"۔(۲)

اس سے آپ کی **"امامت فی الحدیث"** اور آپ کا عظیم محدث ہونا واضح ہو جاتا ہے۔

(۳۷) معروف محدث و ناقد حافظ شمس الدین ذہبی (متوفی ۷۴۸ھ) نے طبقات محدثین پر ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام ہے **"المعين فى طبقات المحدثين"** موصوف اس کے ابتدائیہ میں لکھتے ہیں :

"وهذه مقدمة فى ذكر أسماء أعلام حملة الآثار النبوية"۔(۳)

ترجمہ :اس مقدمہ میں ان لوگوں کے اسماء کا تذکرہ ہے جو بلند پایہ حاملین احادیث

---

(۱) معرفة علوم الحديث وكمية أجناسه، ذكر النوع الرابع والأربعين، ص ۵۵۹، مطبوعه دار ابن حزم، بيروت

(۲) معرفة علوم الحديث وكمية أجناسه، ذكر النوع التاسع والأربعين، ص ۶۴۹، مطبوعه دار ابن حزم، بيروت

(۳) المعين فى طبقات المحدثين، ص۷، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت

نبویہ (محدثین) ہیں۔

اور کتاب کے آخر میں رقم طراز ہیں:

"والی ھنا انتھی التعریف بأسماء کبار المحدثین والمسندین"۔(۱)

ترجمہ: یہاں کبار محدثین ومسندین کے اسما کی تعریف اختتام کو پہنچ گئی۔

اس کتاب میں امام ذہبی نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کو محدثین کے جس طبقہ میں ذکر کیا ہے اس کا عنوان یوں قائم کیا ہے، **"طبقة الأعمش وأبی حنیفة"** اور اس طبقہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کا اسم گرامی ذکر کرتے ہوئے رقم طراز ہیں:

"أبو حنیفة النعمان بن ثابت فقیه الکوفة"۔(۲)

کتنی وضاحت کے ساتھ امام ذہبی نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے محدث ہونے کی صراحت فرمادی ہے۔

(۳۸) جلیل القدر محدث امام محمد بن احمد بن عبد الہادی صالحی دمشقی (متوفی ۷۴۴ھ) نے بھی اپنی کتاب **"طبقات علماء الحدیث"** میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کا ذکر کرکے آپ کے محدث ہونے کی تصریح فرمادی ہے۔(۳)

اس سے آپ کا جلیل القدر محدث ہونا آفتاب نیمروز سے بھی زیادہ روشن ہوجاتا ہے۔

(۳۹) امام ابن ناصر الدین دمشقی (متوفی ۸۴۲ھ) نے حفاظ محدثین کے حالات

---

(۱) المعین فی طبقات المحدثین، ص ۲۳۲، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) المعین فی طبقات المحدثین، ص ۵۴، ترجمة ۵۵۴، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) طبقات علماء الحدیث از محمد بن احمد بن عبد الهادی دمشقی صالحی، ج ۱، ص ۲۶۰، ترجمة ۱۵۳، مطبوعہ مؤسسة الرسالة، بیروت

پر مشتمل ایک عظیم کتاب ''**التبیان لبدیعة البیان**''لکھی اور اس میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو پانچویں طبقہ میں ذکر کر کے آپ کو عظیم الشان محدث وحافظ تسلیم کیا ہے۔(۱)

(۴۰) امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ (متوفی ۹۱۱ھ) نے بھی اپنی کتاب ''**طبقات الحفاظ**''میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔(۲)

(۴۱) امام اسماعیل بن محمد عجلونی شافعی (متوفی ۱۱۶۲ھ) امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے متعلق فرماتے ہیں:

''**انه من أهل هذا الشان**''۔(۳)

ترجمہ: بے شک امام اعظم ابوحنیفہ اہلِ فنِ حدیث (محدثین) میں سے ہیں۔

(۴۲) شیخ عبداللطیف بن مخدوم ہاشم سندھی (متوفی ۱۱۸۹ھ) نے بھی اپنی کتاب ''**ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الأربعة المتناسبات**''میں امام اعظم

---

(۱) التبیان لبدیعة البیان از ابن ناصر الدین دمشقی، الطبقة الخامسة، ج ۱، ص ۳۶۸، ۳۶۹، مطبوعہ دار النوادر، دمشق، سوریا

(۲) طبقات الحفاظ از سیوطی، ص ۸۰، ترجمة ۱۵۶، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت

(۳) عقد الجوهر الثمین فی أربعین حدیثاً من أحادیث سید المرسلین از عجلونی، ص ۲۲، مطبوعہ دار البشائر، دمشق، سوریا/ الفضل المبین علی عقد الجوهر الثمین المعروف ب''شرح الأربعین العجلونیة''از جمال الدین قاسمی دمشقی، ص ۱۰۶، مطبوعہ دار النفائس، بیروت

ابو حنیفہ کو طبقات حفاظ میں شمار کیا ہے۔(۱)

(۴۳) امام محمد بن عبد الکریم شہرستانی (متوفی ۵۴۸ھ) نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کو محدثین کی صف میں ذکر کیا ہے۔ چنانچہ موصوف امام اعظم ابوحنیفہ، آپ کے استاد امام حمادؒ اور آپ کے تلامذہ امام ابو یوسف و امام محمد بن حسن و دیگر کئی ائمہ کو جو عقیدہ ارجاء کی طرف منسوب ہیں، کی فہرست ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں:

"وهؤلاء كلهم ائمة الحديث"۔(۲)

ترجمہ: یہ سب ائمہ حدیث ہیں۔

(۴۴) امام ابن عبد البر (متوفی ۴۶۳ھ) نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کے محدث اور ائمہ حدیث میں سے ہونے کی وضاحت کی ہے۔ چنانچہ ایک مسئلہ کے ذیل میں رقم طراز ہیں:

"وهو قول مالک والشافعی و أبی حنيفة والثوری والأوزاعی واحمد بن حنبل واسحاق بن راهويه و أبی ثور وأبی عبيد، وهولاء ائمة الفقه والحديث فی أعصارهم"۔(۳)

ترجمہ: یہی قول امام مالک، امام شافعی، امام ابوحنیفہ، امام سفیان ثوری، امام اوزاعی

---

(۱) ذب ذبابات الدراسات عن المذاهب الأربعة المتناسبات، ج ۱، ص ۴۴۵، مطبوعه لجنة احياء الأدب السندی، کراچی

(۲) الملل والنحل از شهرستانی، ج ۱، ص ۱۴۴، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت

(۳) التمهيد لما فی المؤطا من المعانی والأسانيد، ج ۷، ص ۱۶۴، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت

، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راھویہ، ابوثور اور ابوعبید کا ہے، اور یہ سب اپنے اپنے زمانہ میں فقہ اور حدیث کے امام ہیں۔

(۴۵) غیر مقلدین کے ممدوح ابن تیمیہ کے شاگرد ابن القیم الجوزیہ (متوفی: ۷۵۱ھ) نے بھی امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالی کو فنِ حدیث کا امام شمار کیا ہے۔ موصوف ایک مسئلہ کی تحقیق میں لکھتے ہیں:

"وأما طريق الصحابة والتابعين وائمة الحديث كالشافعي والامام احمد و مالك و أبي حنيفة وأبي يوسف والبخاري واسحاق فعكس هذه الطريق"۔(۱)

ترجمہ: صحابہ کرام، تابعین اور ائمہ حدیث جیسے امام شافعی، امام احمد، امام مالک، امام ابوحنیفہ، امام ابو یوسف، امام بخاری اور اسحاق بن راھویہ ان کا طریقہ اس طریقہ کے برعکس تھا۔

ابن قیم جوزی نے بڑے واضح الفاظ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو علم حدیث کا امام قرار دیا ہے۔

(۴۶) معروف محقق علامہ ابن وزیر صنعانی (متوفی ۸۴۰ھ) نے بھی امام اعظم ابو حنیفہ کو حفاظ حدیث میں شمار کیا ہے۔ چنانچہ موصوف رقم طراز ہیں:

"وقدكان الحافظ المشهور بالعناية في هذا الشان"۔(۲)

---

(۱) اعلام الموقعين عن رب العالمين، ج ۴ ص ۵۸، مطبوعه دار ابن الجوزى، المملكة العربية السعودية

(۲) الروض الباسم فى الذب عن سنة أبى القاسم از ابن وزير صنعانى، ج ۱ ص ۲۳۲، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت

ترجمہ : امام اعظم ابوحنیفہ اس فن (حدیث) کے مشہور حافظ و ماہر تھے۔

(۴۷) امام حارثی معروف محدث حضرت حفص بن غیاث (متوفی ۱۹۴ھ) کے متعلق فرماتے ہیں :

"کان اذا سمع الحدیث من شیخ عرضه علی الامام فیصرف الحدیث مصارفه و یبین لی معانیه"۔(۱)

ترجمہ : حضرت حفص بن غیاث جب بھی کوئی حدیث کسی شیخ سے سنتے تو امام اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں پیش کر دیتے تو امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ اس حدیث کا جائے استعمال بتا دیتے اور اس کے معانی بیان فرما دیتے ۔

نیز امام جوزجانی فرماتے ہیں:

"سمعته یقول :سمعت من الامام آثاره فما رأیت قلباً أزکی منه و لا أعلم بما یفسد و یصلح منه"۔(۲)

ترجمہ : میں نے حضرت حفص بن غیاث کو فرماتے ہوئے سنا : میں نے امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے احادیث و آثار سنی ہیں اور ان جیسا پاکیزہ قلب رکھنے والا اور حدیث پاک کی صلاح و فساد کا علم رکھنے والا کوئی شخص میری نظر سے نہیں گذرا۔

حضرت حفص بن غیاث ہر وہ حدیث جسے کسی شیخ سے سنتے امام اعظم ابوحنیفہ کی بارگاہ میں پیش کر کے اس کی تشریح کے متمنی رہتے، اس سے ظاہر ہے کہ حفص بن غیاث

---

(۱) مناقب الامام أبی حنیفة از ابن بزاز کردری، ج ۲، ص ۲۰۶، مطبوعه دائرة المعارف النظامیة، حیدرآباد، دکن، الهند

(۲) مناقب الامام أبی حنیفة از ابن بزاز کردری، ج ۲، ص ۲۰۶، مطبوعه دائرة المعارف النظامیة، حیدرآباد، دکن، الهند

امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جلیل القدر محدث سمجھتے تھے۔

(۴۸) نوح بن ابومریم ابوعصمہ (متوفی ۱۷۳ھ) جونوح الجامع سے معروف ہیں اور ثقہ محدث ہیں، امام اعظم ابوحنیفہ کے بارے میں ان کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیں:

"عن محمد بن مزاحم سمعت أبا عصمة يقول :سمعت حديثًا كثيرًا من المشائخ فعرضت بعضه على أبي حنيفة فبين لي المأخوذ من غير المأخوذ ولو أني عرضت كل حديثي على أبي حنيفة كان أحب الي من كذا كذا و ذكر شيئا كثيرًا"۔(۱)

ترجمہ : محمد بن مزاحم سے روایت ہے کہ میں نے ابوعصمہ نوح بن ابومریم کو کہتے ہوئے سنا: کہ میں نے کثیر مشائخ کرام سے حدیث سماعت کی ہے اور میں نے بعض حدیث امام اعظم ابوحنیفہ کے سامنے پیش کی تو آپ نے بتادیا کہ کون سی حدیث قابل عمل ہے اور کون سی نہیں، اے کاش ! میں اپنی ہر حدیث امام اعظم ابو حنیفہ کے سامنے پیش کر دیتا تو وہ مجھے ایسے ایسے سے زیادہ محبوب ہوتا اور آپ نے بہت سی چیزوں کا ذکر فرمایا۔

انہیں کے تعلق سے ایک دوسری روایت ہے :

"عن شداد بن حكيم و ما ذكر حديثًا من أحاديث السلف الا أعقبه بقوله

---

(۱) مناقب الامام أبی حنیفة از موفق بن احمد مکی، ج ۲، ص ۵۰، مطبوعہ دائرة المعارف النظامیة، حیدر آباد، دکن، الھند

وکان یقول :لم یفسر احد العلم مثل ما فسرہ"۔(۱)

ترجمہ : شداد بن حکیم سے روایت ہے کہ ابوعصمہ نوح بن ابومریم سلف کی احادیث میں سے جس حدیث کا بھی ذکر کرتے تو اس حدیث کے ذکر کے بعد یہ کہتے جس طرح حدیث کی تفسیر امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کی ہے کسی اور نے ایسی تفسیر نہیں کی۔

ایک اور روایت بشر بن قاسم کے حوالہ سے ہے، بشر بن قاسم کہتے ہیں:

"سمعت نوح بن أبی مریم یقول:کنت أسأل أبا حنیفة عن معانی الأحادیث فکان یفسرها ویعبرها و یبینها وکنت أسأله أیضا عن المسائل الغامضة"۔(۲)

ترجمہ : میں نے نوح بن ابومریم (ابوعصمہ) کو کہتے ہوئے سنا: کہ میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے احادیث کے معانی کے متعلق پوچھا کرتا تھا تو آپ فوراً ان احادیث کی تفسیر اور وضاحت فرما دیا کرتے اور میں آپ سے پیچیدہ مسائل کے متعلق بھی دریافت کرتا تھا۔

غور کریں کہ پہلی روایت میں نوح بن ابومریم امام اعظم ابوحنیفہ کی حدیث دانی کی شہادت پیش کر رہے ہیں جبکہ دوسری روایت میں امام اعظم ابوحنیفہ کو حدیث کے معانی کا مفسر قرار دے رہے ہیں۔ اس سے صاف وضاحت ہو رہی ہے کہ امام اعظم

---

(۱) مناقب الامام أبی حنیفة از ابن بزاز کردری، ج ۱، ص ۱۰۴، مطبوعہ دائرة المعارف النظامیة، حیدرآباد، دکن، الھند

(۲) مناقب الامام أبی حنیفة از موفق بن احمد مکی، ج ۲، ص ۱۱۰، مطبوعہ دائرة المعارف النظامیة، حیدرآباد، دکن، الھند

ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو حدیث میں کتنی مہارت حاصل تھی، اس سے انکار حاسد ہی کرسکتا ہے۔

(۴۹) حضرت محمد بن وھب فرماتے ہیں :

"كان سبب انتقال زفر الى أبی حنیفة أنه كان من أصحاب الحدیث، فنزلت به و بأصحابه مسألة فأعیتهم فأتى أبا حنیفة فسأله عنها فأجابه فی ذلک فقال له :من أین قلت هذا ؟ قال لحدیث كذا وللقیاس من جهة كذا، ثم قال له أبو حنیفة :فلو كانت المسألة كذا ما كان الجواب فیها؟ قال :فكنت فیها أعمى منی فی الاولىٰ، فقال : الجواب فیها كذا من جهة كذا ،ثم زادنی مسألة أخرى و أجابنی فیها و بین وجهها ،قال :فرحت الى أصحابی فسألتهم عن المسائل فكانوا فیها أعمى منی فذكرت لهم الجواب و بینت لهم العلل ،فقالوا :من أین لک هذا؟ فقلت :من عند أبی حنیفة فصرت رأس الحلقة بثلاث مسائل ،ثم انتقل الى أبی حنیفة ،فكان أحد العشرة الاكابر الذین دوّنوا الكتب مع أبی حنیفة"۔(۱)

ترجمہ :امام زفر بن ہذیل (متوفی ۱۵۸ھ) کا امام اعظم ابوحنیفہ کی طرف جانے کا سبب یہ تھا کہ امام زفر اصحاب حدیث میں سے تھے۔اُن کو اور ان کے اصحاب کو ایک مسئلہ درپیش آیا اور اُس مسئلہ نے اُن کو عاجز بنا دیا، امام زفر امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس آئے اور آپ سے اُس مسئلہ کے متعلق دریافت کیا،تو امام اعظم ابوحنیفہ

(۱) أخبار أبی حنیفة وأصحابه از قاضی حسین بن علی صمیری، ص ۱۱۲، ۱۱۳، مطبوعہ عالم الکتب، بیروت

نے اُس مسئلہ کے متعلق جواب ارشاد فرمایا، امام زفر بن ہذیل نے امام اعظم ابوحنیفہ سے کہا: یہ مسئلہ آپ نے کہاں سے لیا ہے؟ امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا: فلاں حدیث اوراس جہت کے اعتبار سے قیاس سے، پھر امام اعظم ابوحنیفہ نے امام زفر سے دو مسائل اور پوچھے، امام زفر نے کہا: میں پہلے مسئلہ میں ہی اندھا تھا، پھر امام اعظم ابوحنیفہ نے ان کے جواب دیے اور ان کی علت بیان کی۔ امام زفر فرماتے ہیں : پھر میں اپنے اصحاب کے پاس آیا اور ان سے ان مسائل کے متعلق پوچھا، فرماتے ہیں: ان مسائل میں وہ مجھ سے بھی زیادہ اندھے تھے، تو میں نے ان سے ان مسائل کا جواب ذکر کیا جو امام اعظم ابوحنیفہ نے دیا تھا اور ان کی علل بیان کیں، میرے اصحاب نے کہا : یہ مسائل آپ کو کہاں سے مِلے ہیں؟ میں نے کہا : امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس سے، امام زفر فرماتے ہیں: تو میں ان تین مسائل کی وجہ سے حلقۂ درس کا سردار قرار پایا، پھر امام زفر امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس آگئے اور اُن دس اکابرین میں سے شمار ہوئے جنہوں نے امام اعظم ابو حنیفہ کے ساتھ کتب (فقہ) کو مدون کیا۔

آپ نے ملاحظہ کیا کہ اصحابِ حدیث جب مشکل مسائل سے دو چار ہوتے تو امام اعظم ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنی گتھیاں سلجھاتے۔

امام زفر بن ہذیل کی اِس شہادت سے دو باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) امام اعظم ابوحنیفہ حافظ الحدیث تھے، جیسا کہ آپ نے امام زفر کو مسئلہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ مسئلہ میں نے فلاں حدیث سے لیا ہے۔

(۲) امام اعظم ابوحنیفہ صرف حافظ الحدیث ہی نہیں بلکہ احادیث کے معانی کے سب سے بڑے عالم تھے۔ جب کوئی مبہم و دقیق مسئلہ درپیش ہوتا تو محدثین امام اعظم

ابوحنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوتے اور آپ سے حدیث کی توضیح چاہتے اور امام اعظم ابوحنیفہ جواب دے کر ان کے ابہام کو دور فرماتے۔

(۵۰) یوسف بن خالد سمتی (متوفی ۱۸۹ھ) معروف فقیہ ہیں۔ امام اعظم ابوحنیفہ کے متعلق ان کی بھی شہادت ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں:

"قدمت الكوفة مضيت الى سليمان الأعمش لأنهم دلونى عليه وقالوا :هوأعلمهم بالحديث وكان معى مسائل فى الحديث كنت سألت عنهاأهل الحديث فلم أجد من يعرفها فذكرت بعض ذلک فى حلقة الأعمش والأعمش غائب فذكر ذلک للأعمش فقال :ايتونى به فمضيت اليه فقال لى :لعلک تقول ان أهل البصرة أعلم من أهل الكوفة، واللّٰه لولم يكن بالكوفة الا رجل ليس من عربها ولكن من مواليها يعلم من هذه المسائل مالم يكن يعلمه الحسن ولا ابن سيرين ولا قتادة الأعمى ولا البتى ولا غيره، ثم قال لبعض من كان فى مجلسه :اذهب به الى مجلس نعمان ، فسألته عن المسائل التى كانت انغلقت علىّ فأجابنى فيها فشفى نفسى"۔(۱)

ترجمہ: میں کوفہ میں امام اعمش کے پاس آیا، لوگوں نے بتایا تھا کہ وہ حدیث کے سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ میرے پاس حدیث سے متعلق کچھ مسائل تھے جن کے متعلق میں اہلِ حدیث (محدثین) سے دریافت کرتا لیکن میں نے کوئی بھی ایسا ماہر حدیث نہیں پایا جو اُن کی معرفت رکھتا ہو۔ تو میں نے ان میں سے بعض

---

(۱) مناقب الامام أبى حنيفة از موفق بن احمد مكى، ج ۲، ص ۱۰۱ تا ۱۰۳، مطبوعه دائرة المعارف النظامية، حيدرآباد، دكن، الهند، ملتقطاً

مسائل امام اعمش کے حلقۂ درس میں ذکر کر دیے اس وقت امام اعمش حاضر نہ تھے، یہ بات بعد میں امام اعمش کو بتائی گئی۔آپ نے فرمایا : اُسے میرے پاس لیکر آؤ۔میں آپ کے پاس گیا،آپ نے مجھ سے فرمایا: شاید تمہارا خیال ہے کہ اہلِ بصرہ اہلِ کوفہ سے زیادہ علم والے ہیں۔بخدا کوفہ میں ایک شخص ہے جواُن مسائل کا علم رکھتا ہے کہ حسن بصری ،ابن سیرین،قتادہ اوربتی بھی ان مسائل کونہیں جانتے۔پھر آپ نے اپنی مجلس کے ایک فرد سے کہا : اِسے نعمان بن ثابت (امام اعظم ابوحنیفہ) کی مجلس میں لے جاؤ۔ چنانچہ میں امام اعظم ابوحنیفہ کے پاس آیااوران مسائل کے متعلق امام صاحب سے دریافت کیا جن کا مجھ پر سمجھنا دشوار تھا،تو آپ نے مجھے ان مسائل کا تسلی بخش جواب عنایت فرمایا۔

یوسف بن خالد سمتی کی یہ شہادت اس بات کا واضح ثبوت ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ احادیث و آثار کے سب سے بڑے عالم تھے اوراحادیث کے معانی کے بھی سب سے بڑے عالم تھے۔

(۵۱) ایک دن حضرت سفیان ثوری ،مقاتل بن حیان،حماد بن سلمہ اور امام جعفر صادق رضی اللہ عنہم اجمعین کوفہ کی جامع مسجد میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پاس تشریف لائے ،(ان حضرات تک یہ بات پہنچی تھی کہ امام اعظم ابوحنیفہ قیاس کو نصوص پر مقدم رکھتے ہیں) چنانچہ ان لوگوں کی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ سے چند مسائل پر طویل گفتگو ہوئی ،ان لوگوں نے جب امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی تقریر سنی تو حد درجہ متأثر ہوئے ،" **فقاموا اکلهم و قبلوا یده و رکبته وقالوا له :أنت سيد العلماء فاعف عنا فيما مضى منا من وقيعتنا فيك**

بغیر علم"۔(۱)

ترجمہ :ان سب نے کھڑے ہو کر امام اعظم ابوحنیفہ کے ہاتھ پاؤں کو بوسہ دیا اور کہا: آپ تو علما کے سردار ہیں، غلط فہمی کی وجہ سے آپ کے بارے میں ہم سے جو غلطی ہوئی ہے ہم اس کی معافی چاہتے ہیں۔

سفیان ثوری اور حماد بن سلمہ جیسے عظیم محدث جس کی دست بوسی کریں اس کے مقام ومرتبہ اور حدیث دانی کا اندازہ لگانا بہت مشکل امر ہے۔

(۵۲) محدث ابن عدی امام اسد بن عمرو کے حالات میں فرماتے ہیں :

"ولیس فی أصحاب الرأی بعد أبی حنیفة أکثر حدیثاً منه"۔(۲)

ترجمہ : فقہا میں امام اعظم ابوحنیفہ کے بعد اسد بن عمرو سے زیادہ احادیث جاننے والا کوئی شخص نہ تھا۔

امام ابن عدی کا یہ قول اس بات کی واضح دلیل ہے کہ آپ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جلیل القدر محدث سمجھتے تھے۔

مذکورہ دلائل و براہین سے یہ بات اظہر من الشّمس ہوگئی کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ اپنے معاصرین محدثین پر فائق وغالب تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ کے تلامذہ آپ کو حدیث میں شہنشاہ تسلیم کرتے تھے، آپ کی علم حدیث میں بصیرت اور گنجینۂ حدیث پر چوں چرا کرنے والے تنگ علمی وتنگ نظری کا شکار ہیں۔مولی تعالیٰ ہمیں عقلِ سلیم عطا فرمائے اور حق قبول کرنے کی توفیق بخشے۔

---

(۱) میزان الشریعة الکبری، فصل :فی بیان ضعف قول من نسب الامام أباحنیفة، ج ۱، ص ۸۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) لسان المیزان، ج ۱، ص ۴۹۹، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت

غیر مقلدین کی کتابوں سے امام اعظم کی حدیث دانی وعظمت کا اعتراف :

موجودہ دور کے غیر مقلدین اگرچہ عناد میں امام اعظم کی عظمت شان کو ٹھیس پہنچانے کے لیے آپ پر بے جا تنقیدیں کر رہے ہیں لیکن ان کے مستند پیشواؤں نے امام اعظم کی فقیہانہ بصیرت اور محدثانہ عظمت کا کھلے لفظوں میں اعتراف کیا ہے، ذیل میں چند حوالے پیش ہیں :

(۵۳) غیر مقلدین کے ممدوح ابن تیمیہ اپنی کتاب ''**منهاج السنة النبوية**'' میں امام اعظم کو مشاہیر علما میں شمار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

''**هذا أبو حنيفة أحد الأئمة المشاهير**''۔(۱)

ترجمہ : یہ (امام اعظم) ابوحنیفہ ائمہ مشاہیر میں سے ایک ہیں۔

نیز اسی کتاب میں ایک مقام پر ائمہ حدیث میں امام اعظم کو بھی شمار کرتے ہوئے رقمطراز ہیں :

''**أئمة أهل الحديث والتفسير والتصوف والفقه ،مثل الأئمة الأربعة وأتباعهم**''۔(۲)

ترجمہ : ائمہ اہل حدیث وتفسیر وتصوف وفقہ، جیسے ائمہ اربعہ اوران کے اتباع۔

نیز اپنی کتاب ''**تلخيص كتاب الاستغاثة**'' میں امام اعظم ابوحنیفہ کو محدثین کی

---

(۱) منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة القدرية از ابن تيمية حرانى، ج ۸، ص ۱۹۷، مطبوعه جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية

(۲) منهاج السنة النبوية فى نقض كلام الشيعة القدرية از ابن تيمية حرانى، ج ۲، ص ۱۰۵، مطبوعه جامعة الامام محمد بن سعود الاسلامية

صف میں ذکر کرتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"وأكثر أئمة الحديث والفقه كمالك ،والشافعي،وأحمد ،واسحاق بن راهويه،وأبي عبيد ،وكذلك الأوزاعي،والثوري،والليث ،هؤلاء وكذلك لأبي يوسف صاحب أبي حنيفة ،ولأبي حنيفة ايضاً ماله من ذلك،ولكن لبعضهم في الامامة في الصنفين ماليس للآخر،وفي بعضهم من صنف المعرفة بأحد الصنفين ماليس في الآخر"۔(۱)

ترجمہ: اکثر محدثین اور فقہا جیسے امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل، اسحاق بن راہویہ، ابوعبید، امام اوزاعی، سفیان ثوری اور لیث بن سعد انہیں (فقہ اور حدیث کی معرفت رکھنے والوں) میں سے ہیں، اور اسی طرح امام ابو یوسف اور امام اعظم ابوحنیفہ کو بھی اس (حدیث) کی معرفت حاصل ہے۔ لیکن ان میں بعض کو دونوں نوعوں (حدیث وفقہ) کی امامت میں وہ مقام حاصل ہے جو دوسرے کو نہیں، اور ان میں بعض کو دونوں نوعوں (حدیث وفقہ) میں سے ایک نوع میں وہ مقام حاصل ہے جو دوسرے کو نہیں۔

کتنی وضاحت کے ساتھ ابن تیمیہ نے امام اعظم کو فقہ وحدیث کا امام قرار دیا ہے۔

(۵۴) مولوی عبدالرشید عراقی غیر مقلد ایک کتاب کے تعارف میں لکھتے ہیں:

"باب سوم میں مصنف نے دس اکابر محدثین کے مختصر سوانح حیات اور حدیث نبوی ﷺ سے متعلق ان کی خدمات جلیلہ کا تذکرہ کیا ہے، اور یہ دس اکابر محدثین ائمہ اربعہ اور اصحاب صحاح ستہ ہیں۔

---

(۱) تلخیص كتاب الاستغاثة المعروف بالرد على البكرى از ابن تيمية حرانی، ج ۱، ص ۷۲، مطبوعه مكتبة الغرباء الأثرية، المدينة المنورة

یعنی ائمہ اربعہ (امام ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل)
اصحاب صحاح ستہ (امام بخاری، امام مسلم، امام ابوداؤد، امام ترمذی، امام نسائی، امام ابن ماجہ)۔"(۱)

اس سے ثابت ہوا کہ امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ اکابر محدثین میں شامل ہیں۔

(۵۵) داؤد غزنوی (جو غیر مقلدین کے ممتاز عالم ہیں) کا ایک واقعہ ملاحظہ کریں۔ مولوی اسحاق بھٹی کہتے ہیں:

"ایک دن میں ان کی خدمت میں حاضر تھا کہ جماعت اہل حدیث کی تنظیم سے متعلق گفتگو شروع ہوئی، بڑے دردناک لہجہ میں فرمایا:
مولوی اسحاق! جماعت اہل حدیث کو حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روحانی بددعا لے کر بیٹھ گئی ہے۔ ہر شخص ابوحنیفہ، ابوحنیفہ کہہ رہا ہے۔ کوئی بہت ہی عزت کرتا ہے تو امام ابوحنیفہ کہہ دیتا ہے۔ پھر ان کے بارے میں ان (غیر مقلدین) کی تحقیق یہ کہ وہ تین حدیثیں جانتے تھے یا زیادہ سے زیادہ گیارہ۔ اگر کوئی بہت بڑا احسان کرے تو وہ انہیں سترہ حدیثوں کے عالم گردانتا ہے۔ جو لوگ اتنے جلیل القدر امام کے بارے میں یہ نقطہ نظر رکھتے ہوں، ان میں اتحاد و یک جہتی کیوں کر پیدا ہو سکتی ہے"۔(۲)

یہی داؤد غزنوی اپنے والد (عبدالجبار غزنوی) کا ایک واقعہ بیان کرتے ہیں:

---

(۱) چالیس علمائے حدیث از عبدالرشید عراقی، ص ۱۹۳، مطبوعہ نعمانی کتب خانہ، لاہور

(۲) داؤد غزنوی از سید ابوبکر غزنوی، ص ۱۳۶، مطبوعہ فاران اکیڈمی، لاہور

''ایک روز حضرت والد بزرگوار (مولانا عبدالجبار غزنوی) کے درس بخاری میں ایک طالب علم نے کہہ دیا کہ امام ابوحنیفہ کو پندرہ حدیثیں یاد تھیں ۔ مجھے ان سے زیادہ یاد ہیں ۔ والد صاحب کا چہرۂ مبارک غصہ سے سرخ ہو گیا۔اس کو حلقۂ درس سے نکال دیا اور مدرسہ سے بھی خارج کر دیا اور بفحوائے ''**اتقوافراسة المؤمن فانه ينظر بنورالله**'' فرمایا کہ اس شخص کا خاتمہ دین حق پر نہیں ہوگا۔ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا کہ معلوم ہوا کہ وہ طالب علم مرتد ہو گیا ہے''۔(۱)

مذکورہ حوالہ سے یہ بات ظاہر ہوگئی کہ غیر مقلدین کے علما بھی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کو جلیل القدر امام اور عظیم المرتبت محدث سمجھتے تھے،لیکن چونکہ یہ بات ان کے جماعتی نقطہ نظر کے خلاف تھی اس لیے اس کا برملا اظہار نہ کر سکے۔

قلت روایت کے اسباب :

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب اتنے عظیم محدث تھے تو آپ کی روایات کم کیوں ہیں؟ اصل میں امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ حدیث کے ظاہری الفاظ پر زور نہیں دیتے تھے بلکہ احادیث سے مسائل فقہیہ کی تخریج و استنباط پر زور دیتے تھے،حضرت ملا علی قاری رحمہ اللہ تعالی فرماتے ہیں :

''روى أنه وضع ستين ألف مسألة و قيل وضع خمس مأة ألف مسألة و ذكر الخطيب الخوارزمى أنه وضع ثلاثة آلاف و ثمانين مسألة ،منها ثمانية و ثلاثون ألفا فى العبادة والباقى فى المعاملات ، لولا هذا لبقى

---

(۱) داؤد غزنوی از سید ابوبکر غزنوی، ص ۳۸۴، مطبوعہ فاران اکیڈمی، لاہور

الناس فی تیہ الضلالۃ و بیداء الجھلۃ"۔(۱)

ترجمہ : مروی ہے کہ امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے ساٹھ ہزار (۶۰۰۰۰) مسائل کا استنباط کیا اور ایک قول یہ ہے کہ آپ نے پانچ لاکھ (۵۰۰۰۰۰) مسائل مرتب کئے اور خطیب خوارزمی نے بیان کیا ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ نے تراسی ہزار (۸۳۰۰۰) مسائل وضع کیے ہیں جن میں سے اڑتیس ہزار (۳۸۰۰۰) عبادات سے اور باقی معاملات سے متعلق ہیں، اگر امام اعظم ابو حنیفہ نہ ہوتے تو لوگ گمراہی اور جہالت کی وادیوں میں بھٹک رہے ہوتے۔

نیز آپ اسی حدیث کو اخذ کرتے تھے جو آپ کے نزدیک صحیح ہوتیں اور جسے ثقہ راویوں نے روایت کیا ہو، چنانچہ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں:

"یأخذ بما صح عندہ من الأحادیث التی کان یحملھا الثقات"۔(۲)

ترجمہ : امام اعظم ابوحنیفہ وہی احادیث لیتے جو انکے نزدیک صحیح ہوتیں اور جنھیں ثقہ راویوں نے روایت کیا ہوتا۔

نیز آپ حدیث پاک کے روایت کرنے میں حد درجہ محتاط تھے، حضرت وکیع بن جراح فرماتے ہیں:

"لقد وجد الورع عن أبی حنیفۃ فی الحدیث مالم یوجد عن غیرہ"۔(۳)

---

(۱) مناقب علی القاری بذیل الجواہر المضیئۃ فی طبقات الحنفیۃ، ج ۲، ص ۴۷۲، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدر آباد، دکن، الھند

(۲) الانتقاء فی فضائل الائمۃ الثلاثۃ الفقہاء، ص ۲۶۲، مطبوعہ مکتب المطبوعات الاسلامیۃ، حلب

(۳) مناقب الامام أبی حنیفۃ از موفق بن احمد مکی، ج ۱، ص ۱۹۷، مطبوعہ دائرۃ المعارف النظامیۃ، حیدر آباد، دکن، الھند

حدیث میں جیسی احتیاط امام اعظم ابوحنیفہ سے پائی گئی ہے ان کے علاوہ کسی اور میں نہیں پائی گئی۔

اس کے علاوہ ائمہ ومحققین نے قلت روایت کے اور بھی مختلف جوابات دیے ہیں، ذیل میں چند درج کیے جاتے ہیں۔

(۱) امام محمد بن حسن شیبانی امام اعظم ابوحنیفہ کی شدت روایت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"هو الذی شدد فی أمر الرواية مالم يشدده غيره على ماعرف"۔(۱)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ حدیث اخذ کرنے اور بیان کرنے میں جتنے سخت ہیں، دوسروں سے اس کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا، جیسا کہ معلوم ومعروف ہے۔

(۲) معروف مؤرخ ابن خلدون آپ کی قلت روایت کے متعلق لکھتے ہیں:

"والامام أبو حنيفة انما قلت روايته لما شدد فی شروط الرواية والتحمل و ضعف رواية الحديث اليقينی اذا عارضها الفعل النفسی و قلت من أجلها رواية فقل حديثه لا أنه ترک رواية الحديث متعمدًا فحاشاه من ذلک، و يدل على أنه من كبار المجتهدين فی علم الحديث اعتماد مذهبه بينهم والتعويل عليه و اعتباره ردًا وقبولاً"(۲)

(۱) فتح القدیر از ابن ہمام حنفی، کتاب الزکاۃ، ج ۲، ص ۱۶۸، مطبوعہ دار الکتب العلمیۃ، بیروت

(۲) تاریخ ابن خلدون، مقدمۃ، ج ۱، ص ۵۶۲، مطبوعہ دار الفکر، بیروت

ترجمہ : امام اعظم ابو حنیفہ کی قلت روایت کی وجہ ان کا روایت اور ضبط حدیث کی شرطوں میں شدت کرنا ہے، کہ اگر راوی کا اپنا فعل روایت کے خلاف ہو تو وہ ضعیف ہے، انہیں وجوہات واسباب کی بنیاد پر آپ کی روایات قلیل ہیں نہ کہ معاذ اللہ آپ نے جان بوجھ کر روایت حدیث کو چھوڑ دیا ہو، اس سے آپ قطعی طور پر بری ہیں، اور آپ کے علم حدیث میں بلند پایہ مجتہد ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اکابر محدثین نے آپ کے مذہب پر اعتماد کیا ہے اور آپ کے ردو قبول کو اہمیت دی ہے۔

(۳) حضرت ملا علی قاری روایت حدیث کے متعلق فرماتے ہیں:

”قال ابو حنيفة :لا ينبغي للرجل أن يحدث الا مايحفظه من يوم سمعه الى يوم يحدث به ، و حاصله أنه لم يجوز الرواية بالمعنى ، ولو كان مرادفًا للمبنى خلافاً للجمهورمن المحدثين فانهم جوزوا رواية المعنى“۔(۱)

ترجمہ :امام اعظم ابو حنیفہ کا فرمان ہے : کسی شخص کے لئے حدیث بیان کرنا جائز نہیں مگر جبکہ سننے کے دن سے روایت بیان کرنے کے دن تک وہ حدیث اسے حفظ ہو، اس کا حاصل یہ ہے کہ آپ روایت بالمعنی کو جائز نہیں مانتے تھے چاہے وہ مترادف الفاظ ہی کیوں نہ ہو، برخلاف جمہور محدثین کے، کیوں کہ ان کے نزدیک روایت بالمعنی جائز ہے۔

(۴) امام عبد الوہاب شعرانی روایت حدیث کے متعلق امام اعظم ابو حنیفہ کی ایک شرط کو بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

---

(۱) شرح مسند أبی حنیفة از علی بن سلطان محمد قاری، ص ۷، مطبوعه دار الکتب العلمیة، بیروت

”وقدكان الامام أبو حنيفة يشترط فى الحديث المنقول عن رسول الله صلى الله عليه وسلم قبل العمل به أن يرويه عن ذلك الصحابى جمع أتقياء عن مثلهم“۔(۱)

ترجمہ :جو حدیث رسول اللہ ﷺ سے منقول ہو اس میں امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ یہ شرط لگاتے ہیں کہ اس پر عمل سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ راوی حدیث سے صحابی راوی تک متقی و عادل لوگوں کی ایک خاص جماعت نے اسے نقل کیا ہو۔

(۵) امام ابن حجر ہیتمی مکی شافعی امام اعظم ابو حنیفہ کی قلت روایت کے متعلق رقم طراز ہیں:

”ومن أعذار أبى حنيفة رضى الله عنه أيضاً ما يفيده قوله :لا ينبغى للرجل أن يحدث من الحديث الا بما حفظه يوم سمعه الى يوم يحدث به، ولا يرى الرواية الا لمن حفظه“۔(۲)

ترجمہ :امام اعظم ابو حنیفہ کی قلت روایت کا سبب یہ بھی ہے کہ آپ کے نزدیک اسی شخص کے لیے روایت کرنا جائز ہے جسے سننے کے دن سے روایت کے وقت تک حدیث یاد ہو، آپ صرف حافظ کے لئے روایت کرنا درست سمجھتے تھے۔

(۶) شمس الائمہ سرخسی قلت روایت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قال بعض الطاعنين انه كان لا يعرف الحديث و لم يكن على ما ظن،

---

(۱) ميزان الشريعة الكبرى، ج ۱، ص ۸۱، مطبوعه دار الكتب العلمية، بيروت

(۲) الخيرات الحسان فى مناقب الامام الاعظم أبى حنيفة النعمان، الفصل الثلاثون فى سنده فى الحديث، ص ۱۴۹، مطبوعه دار الهدى و الرشاد، دمشق، سوريا

بل کان أعلم أهل عصره بالحدیث و لکن لمراعاۃ شرط کمال الضبط قلت روایته"۔(۱)

ترجمہ : بعض طعن کرنے والوں نے یہ کہہ دیا کہ امام اعظم ابوحنیفہ کو حدیث کا علم نہیں تھا حالانکہ ایسا نہیں جیسا کہ ان کا گمان ہے، بلکہ آپ اپنے زمانہ کے سب سے بڑے محدث تھے لیکن کمالِ ضبط کی شرط کی رعایت کی وجہ سے آپ کی روایات کم ہیں ۔

(۷) محقق علی الاطلاق شیخ عبدالحق محدث دہلوی امام اعظم ابوحنیفہ کی قلت روایت کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں :

"آوردہ اند کہ نزد امام اعظم ابوحنیفہ صندوقہا بود از صحائف حدیث ولیکن اشتغال وے و یاران وے رحمۃ اللہ علیہم در جانب فقہ و وضع مسائل و استیعاب اصول و فروع آں غالب افتاد وسلسلۂ روایت احادیث از ایشاں کمتر بر باشد نہ آنکہ تمسک و استدلال ایشاں باحادیث نبود حاشا"۔(۲)

ترجمہ : منقول ہے کہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کے پاس احادیث کے بہت صندوق تھے جن میں ان کی روایات کردہ احادیث تھیں، آپ کی قلت روایت کا سبب معاذ اللہ یہ نہیں کہ حدیث نہ جانتے تھے بلکہ آپ کی روایات کے قلیل ہونے کا سبب یہ ہے کہ آپ اور آپ کے تلامذہ فقہ کے مسائل وضع کرنے میں مشغول ہوئے اور دین کے اصول و فروع کا احادیث کریمہ کی روشنی میں انتخاب

---

(۱) أصول السرخسی، ج ۲، ص ۳۵۰، مطبوعہ دار الکتب العلمیة، بیروت

(۲) شرح سفر السعادۃ از شیخ عبدالحق محدث دھلوی، ص ۱۹، مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ، سکھر، پاکستان

فرمایا۔

(۸) شارح بخاری مفتی شریف الحق امجدی قلت روایت کا جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

"بعض حضرات نے فرمایا کہ چوں کہ شرائط بہت سخت تھے، امام اعظم کے نزدیک صحت روایت کی ایک شرط یہ ہے کہ سماع کے وقت سے روایت کے وقت تک راوی کو حدیث یاد ہو، دوسری شرط یہ تھی کہ حضرت امام اعظم روایت بالمعنی کے قائل نہ تھے، روایت باللفظ ضروری جانتے تھے، اس لیے روایت کم فرمائی ہے"۔(۱)

(۹) شارح بخاری ومسلم علامہ غلام رسول سعیدی قلت روایت کا جواب دیتے ہوئے رقمطراز ہیں:

"روایت حدیث میں حضرت ابوبکر صدیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنھم بہت زیادہ محتاط تھے، یہی وجہ ہے کہ ان حضرات سے بہت کم حدیثیں روایت کی گئی ہیں اور قبول حدیث کے معاملہ میں بھی یہ حضرات بہت سخت تھے، جب تک کسی حدیث پر اچھی طرح اطمینان نہ ہوجاتا اس وقت تک یہ لوگ کسی حدیث کو قبول نہیں کرتے تھے، امام اعظم بھی اسی مکتب فکر سے متاثر اور اسی کے پیرو کار تھے، یہی وجہ ہے کہ آپ نے دوسرے محدثین کی طرح بے تحاشا روایت نہیں کی"۔(۲)

---

(۱) نزھۃ القاری شرح صحیح البخاری از مفتی شریف الحق امجدی، ج ۱، ص ۱۸۷، مطبوعہ فرید بک سٹال، لاھور، پاکستان

(۲) تذکرۃ المحدثین از غلام رسول سعیدی، ص ۸۸، مطبوعہ مکتبہ قادریہ، لاھور، پاکستان

مذکورہ دلائل کی روشنی میں مندرجہ ذیل باتیں ثابت ہوئیں۔

(۱) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ جلیل القدر محدث بھی تھے اور احادیث کے معانی کے مفسر بھی۔

(۲) آپ کے فرامین احادیث طیبہ کی روشنی میں ہوا کرتے تھے۔

(۳) امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ فقیہ تھے، اور ایک فقیہ کے لئے کم از کم چار لاکھ (۴۰۰۰۰۰) احادیث کا حافظ ہونا ضروری ہے۔

(۴) ائمہ و محققین مثلاً امام ذہبی، امام صالحی، امام عجلونی، امام حاکم، امام ابن عبدالبر، امام شہرستانی اور ابن وزیر صنعانی وغیرہم نے امام اعظم ابوحنیفہ کو محدث، حافظ اور فن حدیث کا امام تسلیم کیا ہے۔

(۵) امام ذہبی اور ملا علی قاری رحمھما اللہ کے مطابق امام اعظم ابوحنیفہ سے بے شمار محدثین اور فقہا نے روایات بیان کی ہیں۔

(۶) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ نے اپنی تصانیف میں ستر ہزار (۷۰۰۰۰) سے زیادہ حدیثیں ذکر کی ہیں اور چالیس ہزار (۴۰۰۰۰) حدیثوں سے **"کتاب الآثار"** کا انتخاب فرمایا ہے۔

(۷) اکابر محدثین کو جب کسی حدیث کے بارے میں شبہ ہوتا تو وہ امام اعظم ابوحنیفہ کی بارگاہ میں حاضر ہوتے اور آپ سے دریافت کر کے جواب چاہتے۔

(۸) حضرت عبد اللہ بن مبارک نے امام اعظم ابو حنیفہ سے چار سو (۴۰۰) اور حضرت عبداللہ بن یزید مقری نے نوسو (۹۰۰) احادیث سماعت کی ہیں۔

(۹) امام سلیمان اعمش نے آپ کو محدث و فقیہ دونوں قرار دیا ہے۔

(۱۰) امام ذہبی نے امام اعظم ابوحنیفہ کو ان دس محدثین میں شمار فرمایا ہے جن پر علمِ

حدیث کا مدار ہے۔

(۱۱) امام اعظم ابو حنیفہ کے تلامذہ آپ کو علمِ حدیث کا شھنشاہ تسلیم کرتے تھے۔

(۱۲) امام اعظم ابو حنیفہ نے پانچ لاکھ (۵۰۰۰۰۰) مسائل شریعت کا استخراج و استنباط کیا ہے۔

(۱۳) امام اعظم ابو حنیفہ کی قلت روایت کی وجوہات یہ ہیں : آپ احادیثِ طیبہ میں بے حد محتاط تھے، آپ کی روایت وتحمل کے شرائط بہت سخت ہیں، آپ روایت باللفظ کو ضروری جانتے تھے روایت بالمعنی کے قائل نہ تھے، آپ فقہ کے مسائل وضع کرنے میں مصروف رہتے تھے وغیرہ۔

(۱۴) امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ پر قلت حدیث یا ضعف کا الزام حسد اور تعصب پر مبنی ہے۔

اخیر میں ابو الحسنات علامہ عبد الحی لکھنوی (متوفی ۱۳۰۴ھ) کی تقریر پیش ہے، امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ پر طعن کرنے والوں کو جواب دیتے ہوئے فرماتے ہیں:

”لم يطعن عليه الا ذو تعصب وافر أو جهالة مبينة ، والطاعن عليه ان كان محدثاً أو شافعياً نعرض عليه كتب مناقبه التى صنفه علماء مذهبه ، و نبرزعنده ما خفى عليه من مناقبه التى ذكرها فضلاء مسلكه ، كالسيوطى مؤلف ”تبييض الصحيفة فى مناقب الامام أبى حنيفة“، و ابن حجر المكى مؤلف ”الخيرات الحسان فى مناقب النعمان“ ، و كالذهبى ذكره فى ”تذكره الحفاظ“ و”الكاشف“ وأثنى عليه و أفرد فى مناقبه رسالةً، و ابن خلكان ذكر مناقبه فى تاريخه ، واليافعى

مؤلف ”مرأة الجنان“ ذكر مناقبه فيه، والحافظ ابن حجر العسقلانى ذكره فى ”التقريب“ وغيره وأثنى عليه، والنووى شارح صحيح مسلم أثنى عليه فى ”تهذيب الاسماء واللغات“، والامام الغزالى أثنى عليه فى ”احياء العلوم“ وغيرهم، وان كان مالكياً نوقفه على مناقبه التى ذكرها علماء مشربه كالحافظ ابن عبدالبر وغيره، وان كان حنبلياً نطلعه على تصريحات أصحاب مذهبه كيوسف بن عبد الهادى الحنبلى مؤلف ”تنوير الصحيفة فى مناقب أبى حنيفة“، و ان كان من المجتهدين المرتفع عن درجة المقلدين نسمعه ماجرى على لسان المجتهدين والمحدثين من ذكر مفاخره و سرد مآثره، و ان كان عاميًالا مذهب له فهو من الأنعام بل هو أضل نقوم على بالنكير و نجعله مستحقاًللتعزير“۔(۱)

ترجمہ: امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ پر طعن انتہائی درجہ کا متعصب یا نرا جاہل ہی کرسکتا ہے، آپ پر طعن کرنے والا اگر محدث یا شافعی ہوتو ہم اس کو مناقب امام میں اسی کے مذہب کے علما کی تصنیف کردہ کتابیں دکھا سکتے ہیں اور اس کے سامنے امام صاحب کے مخفی مناقب ظاہر کرسکتے ہیں جسے اسی کے مسلک کے فضلا نے ذکر کیا ہے، جیسے ”**تبیض الصحیفة فی مناقب الامام أبی حنیفة**“ کے مؤلف امام سیوطی اور ”**الخیرات الحسان فی مناقب النعمان**“ کے مؤلف امام ابن حجر مکی اور جیسے امام ذہبی نے ”**تذکرة الحفاظ**“ اور ”**الکاشف**“ میں امام

(۱) التعليق الممجد على مؤطا الامام محمد از أبو الحسنات عبد الحى لكهنوى، مقدمة، ص ۳۰، مطبوعه مجلس البركات، الجامعة الاشرفية، مباركفور

ابوحنیفہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی تعریف کی ہے اور آپ کے مناقب میں ایک منفرد رسالہ (**مناقب الامام أبی حنیفة و صاحبیه**)تصنیف فرمایا ہے، ابن خلکان نے "**تاریخ ابن خلکان**"میں آپ کا ذکر کیا ہے، اور "**مرأة الجنان**" کے مؤلف امام یافعی نے "**مرأة الجنان**"میں آپ کے مناقب کو ذکر کیا ہے اور حافظ ابن حجر عسقلانی نے "**تقریب**" وغیرہ میں آپ کا ذکر کرتے ہوئے آپ کی توصیف کی ہے، اور امام نووی شارح صحیح مسلم "**تهذیب الاسماء واللغات**"میں اور امام غزالی "**احیاء العلوم**" وغیرہ میں آپ کی تعریف میں رطب اللسان ہیں، اور اگر امام صاحب کا طاعن مالکی ہو تو ہم مالکی علما کے ذکر کردہ امام صاحب کے مناقب اسے دکھا سکتے ہیں جیسے حافظ ابن عبد البر وغیرہ، اور اگر امام ابوحنیفہ کا طاعن حنبلی ہو تو ہم اس کے سامنے حنبلی علما کی تصریحات پیش کر سکتے ہیں جیسے "**تنویر الصحیفة فی مناقب أبی حنیفة**" کے مؤلف یوسف بن عبد الهادی حنبلی، اور اگر طاعن مقلدین کے درجہ سے فائز مجتہد ہو تو ہم اسے مجتہدین و محدثین کی زبان پر جاری امام صاحب کے مفاخر و کمالات سنا سکتے ہیں، اور اگر کوئی لا مذہب ہو تو وہ چوپایوں میں سے ہے بلکہ ان سے بھی گمراہ ہے۔ہم اسے برا کہیں گے اور اسے تعزیر کا مستحق قرار دیں گے۔

مولی تعالی امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالی عنہ کی قبر پر رحمت و انوار کی بارشیں نازل فرمائے اور ہمیں ان کے فیضان سے مالا مال فرمائے۔آمین یا رب العلمین

نعت پاک

تمہارا ذکر میرا دین و ایماں یارسول اللہ	تمہارا مصحفِ رخ میرا قرآں یارسول اللہ
نظر آتا نہیں تیرے سوا کچھ دونوں عالم میں	تجھی میں ہے فنا تیرا ثناخواں یارسول اللہ
شہید کربلا کے خون سے للہ دھودینا	قیامت میں کھلے جب فردِ عصیاں یارسول اللہ
خدارا جلد بُلوا لو نکالوں آ کے طیبہ میں	بھرے ہیں کیسے کیسے دِل میں ارماں یارسول اللہ
ہزاروں تیر لگتے ہیں وہابی کے کلیجے پر	جو کہتا ہے کہیں سُنّی مسلماں یارسول اللہ
دعا فرمائیے کہ ہند سے غارت وہابی ہوں	یہ کافر ہیں عدوّ دین وایماں یارسول اللہ
تمہارے دشمنوں کے سر کُچلنے کو رہیں قائم	غلامانِ شہِ احمد رضا خاں یارسول اللہ
کھُلے جب رُوبرو ستّار کے پردہ گناہوں کا	ہدایت کے ہو سر پر تیرا داماں یارسول اللہ

از :

شیر بیشۂ اہل سنت حضرت مولانا ہدایت رسول صاحب لکھنوی علیہ الرحمہ

﴿برائے ایصال ثواب﴾

۞ مرحوم تجمل حسین انصاری

۞ مرحومہ رابعہ خاتون

(والدین عالی جناب زین العابدین انصاری)

۞ وجملہ امت مسلمہ

فروغِ اہلِ سنّت کے لیے امام احمد رضا کا دس (۱۰) نکاتی پروگرام

☆ عظیم الشان مدارس کھولے جائیں، باقاعدہ تعلیمیں ہوں۔

☆ طلبہ کو وظائف ملیں کہ خواہی نہ خواہی گرویدہ ہوں۔

☆ مدرّسوں کی بیش قرار تنخواہیں اُن کی کارروائیوں پر دی جائیں۔

☆ طبائع طلبہ کی جانچ ہو، جو جس کام کے زیادہ مناسب دیکھا جائے، معقول وظیفہ دے کر اُس میں لگایا جائے۔

☆ اُن میں جو تیار ہوتے جائیں تنخواہیں دے کر ملک میں پھیلائیں جائیں، کہ تحریراً وتقریراً وواعظاً ومناظرۃً اشاعتِ دین ومذہب کریں۔

☆ حمایتِ مذہب وردِ بدمذہباں میں مفید کتب ورسائل مصنفوں کو نذرانہ دے کر تصنیف کرائے جائیں۔

☆ تصنیف شدہ اور نو تصنیف رسائل عمدہ اور خوش خط چھاپ کر ملک میں مفت تقسیم کیے جائیں۔

☆ شہروں شہروں آپ کے سفیر نگراں رہیں، جہاں جس قسم کے واعظ یا مناظر یا تصنیف کی حاجت ہو آپ کو اطلاع دیں۔ آپ سرکوبیِ اعدا کے لیے اپنی فوجیں، میگزین اور رسالے بھیجتے رہیں۔

☆ جو ہم میں قابلِ کار موجود اور اپنی معاش میں مشغول ہیں، وظائف مقرر کر کے فارغ البال بنائے جائیں اور جس کام میں مہارت ہو، لگائے جائیں۔

☆ آپ کے مذہبی اخبار شائع ہوں اور وقتاً فوقتاً ہر قسم کے حمایتِ مذہب میں مضامین تمام ملک میں بہ قیمت وبلا قیمت روزانہ یا کم سے کم ہفتہ وار پہنچاتے رہیں۔

حدیث کا ارشاد ہے کہ ''آخر زمانہ میں دین کا کام بھی دِرم و دینار سے چلے گا'' اور کیوں نہ صادق ہو کہ صادق ومصدوق صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام ہے۔ (فتاویٰ رضویہ، جلد ۱۲، صفحہ ۱۳۳)

Published by
2818/6, Gali Garahiya, Kucha Chellan
Darya Ganj, New Delhi-110 002
M. : 9867934085, 7838013425
E-mail : zubair006@gmail.com